عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد نمبر ۱۵ | ۱۷ تا ۲۳ ربیع الاول بمطابق ۲ تا ۸ اگست ۱۹۹۶ء | شمارہ نمبر ۱۰

قادیانی مذہب

ایک تحقیقی اور
تنقیدی جائزہ

احمد فراز

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

دنیا کی موجودہ کشمکش اور اس کا علاج

درس

مدعیان نبوت

قیمت: ۵ روپے

فاسق بھی تبلیغ کرسکتا ہے

سوال۔ ایک حدیث لکھ رہا ہوں اس سے متعلق تشریح چاہتا ہوں آپ سمجھا دیجئے تاکہ میں سمجھ سکوں اور صحیح طور پر آگاہ ہوسکوں۔ جواب سے نواز کر میں آپ کا عنداللہ ماجور عندالناس مشکور ہوں گا۔

حدیث نبوی ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول ﷺ ہم بھلائیوں کا حکم نہ کریں جبتک خود تمام پر عمل نہ کریں اور برائیوں سے منع نہ کریں جب تک ہم خود تمام پر عمل نہ کریں اور برائیوں سے منع نہ کریں جبتک ہم خود تمام برائیوں سے نہ بچیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا "کیوں نہیں بلکہ تم بھلی باتوں کا حکم کرو اور اگرچہ تم خود ان سب کے پابند نہ ہو اور برائیوں سے منع کرو اگرچہ تم خود ان سب سے نہ بچ رہے ہو۔"

"حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اچھی بات کا حکم دو" خواہ عمل نہ کیا ہو اور بری بات سے روکو خواہ خود نہ رکے ہو۔ کیونکہ کوئی شخص بھی گناہ سے خالی نہیں۔ ظاہری گناہ یا چھپا ہوا گناہ۔"

صرف ان دو احادیث میں جس کتابچے سے میں نے یہ احادیث مبارکہ نقل کی ہیں اس میں (بیہقی ابن ماجہ وغیرہ) نام لکھے ہوئے ہیں۔ دوسری وجہ پوچھنے کی یہ ہے کہ جب تک کوئی کسی بات پر عمل خود نہ کرلے دوسروں کو کیسے کہہ سکتا ہے یہ تو بڑی عجیب سی بات لگتی ہے کہ خود تو برائیاں کرتے رہو اور دوسروں کو نصیحت کرو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ خدانخواستہ احادیث غلط ہیں (نعوذ باللہ) میں تو اپنا زاویہ پیش کررہا ہوں اس سلسلے میں آپ جناب کی رہنمائی چاہتا ہوں۔

جواب ـــــ صورت مسئولہ میں جو احادیث کا مضمون ذکر ہے بالکل صحیح ہے یہ شرعی قواعد کے خلاف نہیں کہ جو شخص کسی گناہ میں خود مبتلا ہو وہ دوسروں کو اس گناہ سے باز رہنے کی تلقین کرے کیونکہ کوئی اچھا عمل الگ نیکی ہے اور اس اچھے عمل کی تبلیغ دوسری مستقل نیکی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک نیکی کو چھوڑنے سے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ دوسری نیکی بھی چھوڑ دی جائے۔

چنانچہ امام مالکؒ نے حضرت سعید بن جبیرؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر ہر ایک شخص یہ سوچ کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے کہ میں خود گناہ گار ہوں۔ جب گناہوں سے خود پاک ہوجاؤں گا تو لوگوں کو تبلیغ کروں گا تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ تبلیغ کرنے والا کوئی بھی نہ رہے گا کیونکہ ایسا کون انسان ہے جو گناہوں سے بالکل پاک ہو۔

حضرت حسنؒ کا ارشاد ہے کہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ لوگ اسی غلط خیال میں پڑ کر تبلیغ کا فریضہ چھوڑ کر بیٹھیں یہ الگ بات ہے کہ دوسروں کو تبلیغ کرنے والا خود بے عمل ہو تو دوسروں کے مقابلہ میں یہ جرم زیادہ سنگین اور زیادہ قابل ملامت ہے کیونکہ واعظ جرم کو جرم سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر کرتا ہے اس کے پاس یہ عذر نہیں ہوتا کہ مجھے اس کا جرم ہونا معلوم نہ تھا۔ برخلاف غیر واعظ کے اور ان پڑھ جاہل کے کہ اس کو خواہ علم حاصل نہ کرنے کا الگ گناہ ہو لیکن ارتکاب گناہ میں اس کے پاس کسی درجہ میں عذر موجود ہوتا ہے کہ مجھے معلوم نہ تھا۔

وقال الحسن لمطرف بن عبداللہ: عظ اصحابک فقال انی اخاف ان اقول مالا افعل قال: یرحمک اللہ وایّنا یفعل مایقول ویود للشیطان انہ قدظفر بہذا فلم یأمر احد بمعروف ولم ینہ عن منکر۔

وقال مالک عن ربیعۃ بن عبدالرحمٰن سمعت سعید بن جبیر یقول لو کان المرء لایامر بالمعروف ولاینہی عن المنکر حتی لایکون فیہ شی ماامر احد بمعروف ولانہی عن منکر قال مالک و صدق من ذالذی لیس فیہ شی۔

(تفسیر قرطبی ص۳۶۷ تا۳۶۸ ج۱)

فان النہی عن المنکر لازم ولو لمرتکبہ فان ترک النہی ذنب وارتکابہ ذنب آخر و اخلال باحدہما لا یلزم منہ الاخلال بالاخر۔

(تفسیر روح المعانی ص۲۲۸ ج۱)

لامنع الفاسق عن الوعظ فان الاخلال باحدالامرین المامور بہما لایوجب الاخلال بالاخر۔

(التفسیر المظہری ج۱ص۶۳)

لاؤڈ اسپیکر پر اذان

سوال ..... ہماری مسجد میں نیا لاؤڈ اسپیکر لگایا ہے اس کی آواز اتنی تیز ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو بچے ڈر جاتے ہیں پہلے جو لاؤڈ اسپیکر تھا اس سے بھی باسانی محلے والوں کو اذان کی آواز سنائی دیتی تھی اور نئے لاؤڈ اسپیکر سے لوگوں کو اذیت پہنچتی ہے آیا اس لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے یا کہ نہیں؟ (خلیل احمد نارتھ کراچی)

جواب .... لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینا بلا کراہت جائز ہے اور اذان کی آواز کا بلند ہونا مندوب ہے بشرطیکہ نہ تو موذن بہ تکلف آواز کو بہت زیادہ بلند کرے اور نہ ہی لاؤڈ اسپیکر کا ساؤنڈ والیم اتنا تیز کیا جائے کہ لوگوں کی اذیت کا باعث ہونے لگے کیونکہ ایسا تکلف فقہاء کے ہاں غیر مستحسن ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۱۷ تا ۲۳ ربیع الاول
بمطابق ۲ تا ۸ اگست ۱۹۹۶ء

جلد نمبر ۱۵
شمارہ نمبر ۱۰

REGD. NO. SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

اداریہ	۴
قادیانی۔ ایک تحقیقی اور تنقیدی جائزہ	۶
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود	۹
دس مدعیان نبوت	۱۳
صبر و شکر	۱۹
دنیا کی موجودہ کشمکش اور اس کا علاج	۲۰
اخبار ختم نبوت	۲۳
ترک جہاد کا وبال	۲۷

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
ارشد دوست محمد

قیمت روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۵۰ ڈالر امریکی ○ یورپ اور افریقہ ۴۰ ڈالر امریکی
○ متحدہ عرب امارات و انڈیا ۳۰ ڈالر امریکی
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت ۔ الحبیب بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ
نمبر ۳۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۳۰۰ روپے
ششماہی ۱۵۰ روپے
سہ ماہی ۸۰ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون 583486 _ 514122
فیکس 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمن باوا | طابع: سید شاہد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: ۳۰۰ اے بیر رنگ لائن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفتی محمد جمیل خان

صدر صاحب خطاب کی نہیں عمل کی ضرورت ہے

گزشتہ دنوں صدر پاکستان جناب فاروق احمد خان لغاری صاحب نے ایک مسجد میں جمعہ سے قبل خطاب فرمایا اور قوم کو اس خطاب میں خوب نصیحتیں فرمائیں اگرچہ فاروق لغاری صاحب نے خطبہ ارشاد نہیں فرمایا اور نہ ہی جمعہ کی امامت کرائی لیکن پوری قوم کے لئے چونکہ یہ ایک اچنبھے کی بات تھی اس لئے پوری قوم محو حیرت ہے اور اس کی نگاہوں کے سامنے قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہوگئی جبکہ امیرالمومنین یا امام وقت اور عادل حکمران نمازوں کی امامت بھی فرماتے تھے اور جمعہ کے خطبات بھی ارشاد فرماتے تھے اس وقت ان کو قوم سے خطاب کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ صدر صاحب کے اس اقدام سے ہمارے جناب عبدالقادر حسن صاحب اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے کالم لکھ مارا اور جناب مجیب الرحمان شامی صاحب نے شیخ الاسلام فاروق احمد صاحب کا خطاب مرحمت فرمادیا۔ گویا کہ ان حضرات کے نزدیک نفاذ شریعت صرف اسی کا نام ہے کہ حکمران جمعہ کے اجتماعات سے خطاب فرمادے یا نماز کی امامت فرمادے۔ اس سے قبل جناب ارشاد احمد حقانی صاحب نے صدر کے حج کے بارے میں کالم لکھتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ انہوں نے بہت کوشش کی وہ اپنے خرچے پر سادگی کے ساتھ بغیر پروٹوکول کے حج فرمائیں لیکن حکومت پاکستان اور حکومت سعودیہ راضی نہ ہوئیں پھر بھی انہوں نے اتنا مختصر وفد تشکیل دیا کہ پاکستان کی تاریخ میں ایسا مختصر وفد کبھی تشکیل نہیں پایا تھا۔ اس کے باوجود صدر پاکستان نے اپنے اور اپنے اہل خانہ کے اخراجات سرکاری خزانے میں داخل کرائے۔ صدر جناب فاروق لغاری صاحب کی ذات کے بارے میں بہت اچھی باتیں منسوب ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ تہجد گزار ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ذاتی طور پر رشوت کے اسکینڈل میں ملوث نہیں ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شراب و کباب اور عورتوں سے ان کا دور کا واسطہ نہیں۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ ذاتی کردار کے لحاظ سے ان کی شہرت بری نہیں۔ ان میں دیگر حکمرانوں جیسی نخوت نہیں۔ ان کے خاندان کا تعلق ہمیشہ علماء حق سے رہا۔ ان کے گھر میں بڑے بڑے علماء کرام مہمان ہوتے ہیں۔ کسی کے بقول صدر لغاری صاحب میں اس کے علاوہ کوئی برائی نہیں کہ وہ پی پی پی میں شامل ہیں۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ جناب جتوئی صاحب کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ پی پی کے شریف ترین آدمی وزیر اعلیٰ ہیں۔ اس طرح آج کے دور میں بھی کہا جاسکتا ہے کہ جناب لغاری صاحب پی پی پی کے شریف ترین انسان اور شریف ترین صدر ہیں۔ لیکن کیا ان کی یہ شرافت صدر کے اس منصب کے لئے کافی ہے۔ اور کیا ان کی اس شرافت سے اسلام‘ ملک اور قوم کو کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے۔ یہ ہے وہ سوال جو ہر ذہن میں اٹھ رہا ہے۔ اور ایک سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان کے لئے صرف یہی درجہ مرتبہ کامیابی ہے۔ اس کا جواب خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بہت خوب صورتی سے مرحمت فرمایا تھا۔ ایک شخص آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور ایک شخص کے کردار کی تعریف کرنے لگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کو شرافت کا کیسے علم ہوا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا وہ نماز کی پابندی کرتا ہے۔ اور جماعت میں صف اول کا نمازی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے سوال کیا کیا تم نے اس کے ساتھ معاملہ کیا ہے اس نے جواب دیا نہیں۔ آپ نے فرمایا کبھی اس کے ساتھ سفر کیا ہے۔ اس نے کہا نہیں آپؓ نے فرمایا کہ تمہیں اس کی شرافت کا کیا اندازہ؟ انسان کے کردار کا اندازہ معاملہ یعنی "لین دین" اور سفر میں ساتھ رہنے سے ہوتا ہے۔ جناب صدر لغاری صاحب نمازی ہیں۔ روزہ دار ہیں حاجی ہیں زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہوں گے۔ اور گناہوں سے بھی بچتے ہوں گے۔ لیکن یہ حیثیت ان کی ایک مسلمان بندے کی حیثیت سے لازمی اور ضروری ہے۔ مسلمان کے لئے یہ اوصاف قابل فخر نہیں‘ بلکہ فریضہ کے طور پر ضروری ہیں اگر اس میں وہ کوتاہی کرتا ہے‘ تو اس کے اسلام میں کمی آتی ہے۔ لیکن کیا صدر صاحب ان اعمال کی ادائیگی سے فریضہ صدارت کا حق ادا کر رہے ہیں۔ کیا صرف یہی اعمال ان کو قیامت کے دن اس سوال سے بچالیں گے۔ کہ انہوں نے منصب صدارت کا حق پورا کیا؟ ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی یہ نہ فرماتے کہ اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوک سے مرگیا تو قیامت کے دن اے عمر تجھ سے اس بارے میں سوال ہوگا۔ اگر صرف نمازیں ہی کافی ہوتیں تو حضرت عمر فاروقؓ سے بڑھیا اس انداز میں گفتگو نہ کرتی جب آپ نے فرمایا اے بڑھیا عمر کو تیرے معاملات کا کیسے علم ہو۔ تو بڑھیا نے کہا اگر عمر اپنی رعایا کا خیال نہیں کرسکتا تو پھر اس کو خلافت کے منصب پر بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی۔ خلیفہ ثانی اس بڑھیا کا یہ جواب سن کر رونے لگے عمر تیرے لئے ہلاکت ہو عمر تیرے لئے ہلاکت ہو۔ تیری بادشاہی میں رعایا اس حالت کو پہنچ جائے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ عمر! اگر تجھ سے رعایا کے بارے میں پوچھا نہ گیا تو کامیاب ہوجاؤ گے۔

جناب صدر لغاری صاحب آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا منصب عطا کیا ہے۔ آپ مسلمانوں کے حاکم ہیں آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ صدر

پاکستان جنرل ضیاء الحق صاحب نے جب پہلی شب قدر مکہ مکرمہ میں اور انٹھائیسویں شب مدینہ منورہ میں عبادت میں گزاری تو ایک عالم دین نے تحریر فرمایا تھا کہ صدر صاحب آپ کی ذمہ داریاں یہ نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کے فرائض میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

"جب ہم ان کو زمین کی خلافت عطا کرتے ہیں تو وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ کی وصولیابی کا اہتمام کرتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور برائی سے روکتے ہیں۔"

○ جناب صدر صاحب! آپ کی حکمرانی میں توہین نبوت رسالت ﷺ کے مرتکبین کو اعزاز و اکرام سے روانہ کیا گیا ہے۔ قانون میں تبدیلی کی کوشش کی گئی۔ قیامت کے دن آپ سے اس کا سوال ہوگا۔

○ جناب صدر صاحب! آپ کی موجودگی میں ورلڈ کپ کے نام پر عریانی اور فحاشی کا سیلاب پھیلایا گیا قیامت کے دن آپ سے اس سوال ہوگا۔

○ جناب صدر صاحب! آپ کی حکمرانی میں قادیانی سرعام دندناتے ہوئے آپ کے آقا محمد ﷺ کی نبوت پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ اور کھلے عام تبلیغ کر رہے ہیں آپ اختیارات کے باوجود اس کا سدباب نہیں کر رہے قیامت کے دن اس کا آپ سے سوال ہوگا۔

○ جناب صدر صاحب! آپ کی موجودگی میں کھلے عام اسمبلیوں میں اسلام کے خلاف قانون سازی کی جارہی ہے۔ نفاذ شریعت کی راہ میں رکاوٹ ڈالی جارہی ہے۔ آپ نے جمعیت علماء اسلام سے وعدہ کیا کہ میں صدر بن کر اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کے مطابق سازی کروں اب تک کچھ نہیں ہوا۔ قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال ہوگا۔

○ جناب صدر صاحب! آپ کی حکمرانی میں شریعت اپلیٹ بینچ کو غیر موثر کرنے کے لئے جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی اور دوسرے ممبران کو جبری طور پر بغیر کسی وجہ کے سبکدوش کیا گیا آپ صاحب اختیارات تھے آپ اس مذموم اقدام کو روک سکتے تھے۔ آپ کے نہ روکنے سے شریعت اپیلیٹ بینچ ختم ہو گئی۔ اسلامی قانون سازی کا ایک بڑا مرحلہ ختم ہو گیا۔ آپ نے کچھ نہیں کیا قیامت کے دن آپ سے سوال ہوگا۔

○ جناب صدر صاحب! آپ کی موجودگی میں قومی خزانے کو لوٹا گیا آپ دیکھتے رہے آپ نے کچھ نہیں کیا قیامت کے دن اس کے بارے میں آپ سے باز پرس ہوگی۔

○ جناب صدر صاحب! آپ کی حکمرانی میں قوم پر ظالمانہ بجٹ مسلط کیا گیا غریب عوام ان کے منہ سے آخری لقمہ تک چھین لیا گیا۔ قیامت کے دن مظلوم عوام جب آپ کا گریبان پکڑیں گے تو اس وقت آپ کی دادرسی کون کرے گا۔ اور آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا۔

○ محترم جناب صدر صاحب! یہ تو صرف چند مثالیں ہیں۔ ورنہ ایک ایک لمحہ آپ جس غیر شرعی حکمرانی کی حمایت کر رہے ہیں۔ تمام اختیارات کے باوجود قوم سے عورت کی سربراہی کا عذاب ختم نہیں کر رہے اگر نبی اکرم ﷺ نے قیامت کے دن آپ سے یہ سوال کریں کہ کیا میری حدیث تم تک پہنچی تھی تم نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا۔ اس لئے میں تم سے آج منہ موڑتا ہوں۔ تو قیامت کے دن آپ حضور ﷺ کے سوال کا اور اپنے اس طرز عمل کا کیا جواب دیں گے۔

○ صدر صاحب! یہ ہے آپ کی ذمہ داری اس کا اگر آپ احساس کرلیں تو آپ امیر المومنین بھی پاسکتے ہیں اور شیخ الحدیث بھی۔ ورنہ حکمران بہت آئے اور چلے گئے۔ اور آج ان کا نام و نشان نہیں۔

ظالمانہ بجٹ

قومی اسمبلی نے بالآخر ظالمانہ بجٹ کی منظوری دے دی اور قوم پر ایک عذاب مسلط کر دیا جس کی وجہ سے وہ نان شبینہ سے محروم ہوگئی اور اس کے منہ سے آخری لقمہ تک چھین لیا گیا۔ پتا نہیں اس ظالمانہ بجٹ کے مقاصد کیا ہیں۔ لیکن ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ بے نظیر کی شکل میں جو قوم پر عذاب مسلط کیا گیا ہے اس سلسلے کی یہ آخری کڑی ہے اور قوم کی طرف سے بے نظیر کو جو غیر شرعی کیا گیا ہے۔ بے نظیر حکومت قوم سے اس کا انتقام لے رہی ہے۔ اس ظالمانہ بجٹ کے بعد بھی قوم اگر اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتی تو ان کا اللہ ہی حافظ ہو۔ قوم کے سامنے اس عذاب سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ متحد ہو کر غیر شرعی حکومت کے خاتمہ کی جدوجہد کرے۔ بقول مرشدی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف دامت برکاتہم "جب تک کنویں سے مرا ہوا نجس جانور نہ نکالو اس وقت تک ہزاروں ڈول پانی نکال لو کنواں پاک نہیں ہوگا۔" جب تک غیر شرعی حاکمہ بے نظیر نہیں جائے گی قوم سے عذاب دور نہیں ہوگا۔ اس لئے قوم کو چاہئے کہ غیر شرعی حکمرانی کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکے انشاء اللہ سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر محمد اشرف شاہین قیصرانی (بلوچستان
یونیورسٹی کوئٹہ)

قادیانی مذہب

ایک تحقیقی اور تنقیدی جائزہ

اس مذہب کے پیروکار قادیانی۔ احمدی اور مرزائی کے نام سے موسوم ہیں جو خود کو احمدی کہتے ہیں لیکن مسلمان انہیں قادیانی اور مرزائی کے نام سے پکارتے ہیں۔

تعداد

حکومت پاکستان کی جاری کردہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری رپورٹ کے مطابق ا قادیانیوں کی کل تعداد اور صوبائی تقسیم حسب ذیل ہے۔

کل تعداد ۱۰۴۲۴۴

اسلام آباد ۱۱۸۴

فاٹا ۹۷۴

صوبہ سرحد ۱۴۲۶۰

پنجاب ۴۲۱۹۴

سندھ ۴۲۱۲۰

بلوچستان ۵۸۴۲

اگرچہ یہ تعداد حکومت پاکستان کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ہے مگر فی الاصل اس مذہب کے پیروکاروں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ قادیانیوں نے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہیں کیا۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی ظاہر کرتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر اس گروہ کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔ جس کی روشنی میں حکومت پاکستان ہر شہری سے ایک حلف نامہ(۲) پر کرواتی ہے۔ جس میں اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں نہ تو احمدی ہوں نہ ہی اس کے قادیانی یا لاہوری گروہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ نیز یہ کہ میں مسلمان ہوں اور نبی آخرالزمان سے آنحضرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتا ہوں۔ یہ حلف نامہ مردم شماری کے فارم میں بھی درج ہے مگر چونکہ احمدی اپنے آپ کو مسلم ہی کہتے ہیں۔ اور مختلف تشریحات کے ذریعے حضرت محمد مصطفیٰ کو خاتم النبیین بھی مانتے ہیں (اگرچہ اس سے ان کی مراد کچھ اور ہوتی ہے)(۳) اس لئے اپنے آپ کو مسلمان ہی ظاہر کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے سے مختلف عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مردم شماری رپورٹ کے مطابق ان کی کل تعداد پاکستان کی کل آبادی کا صرف 0.124فیصد ہے۔ جبکہ حقیقت میں یہ شرح کسی طرح 0.5فیصد سے کم نہیں۔ جو کم و بیش پانچ اور چھ لاکھ کے درمیان ہو سکتی ہے۔

آبادی کے علاقے

اس گروہ کی سب سے زیادہ تعداد صوبہ پنجاب میں ہے۔ جہاں ان کا مرکز ربوہ (جھنگ) میں واقع ہے۔ دیگر آبادی ضلع سیالکوٹ کی تحصیل شکرگڑھ (جو ہندوستان کے بارڈر پر واقع ہے) سرگودھا فیصل آباد ڈیرہ غازی خان لاہور ملتان اور پنجاب کے دیگر اضلاع میں آباد ہے جو تقریباً پورے صوبے میں پھیلی ہوئی ہے۔

صوبہ سندھ میں ان کا دوسرا بڑا مرکز کنری شہر ضلع تھرپارکر میں واقع ہے۔ جسے ربوہ ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں کی قادیانی آبادی بڑے بڑے زمینداروں پر مشتمل ہے جن کی اپنی اپنی جاگیریں ہیں ان جاگیروں کے نام بھی انہوں نے قادیانی اکابرین کے نام پر محمود آباد' ظفر آباد' ناصر آباد وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔ دیگر آبادی سندھ کے تمام اضلاع میں تھوڑی تھوڑی تعداد میں آباد ہے۔

صوبہ سرحد میں ان کا کوئی خاص گڑھ نہیں البتہ پشاور مردان اور دیگر اضلاع میں بھی ان کی آبادیاں ہیں۔ صوبہ بلوچستان میں ان کی سب سے زیادہ تعداد کوئٹہ شہر میں ہے۔ تاہم جزوی طور پر صوبے کے دیگر شہروں میں بھی قلیل تعداد میں آباد ہیں۔ بلوچستان کا شہر ژوب وہ واحد شہر ہے جہاں قانونی طور پر ان کا داخلہ ممنوع ہے۔

قادیانی مذہب کی تاریخ

قادیانی مذہب کی تاریخ کا آغاز مرزا غلام احمد قادیانی سے ہوتا ہے۔ جو انیسویں صدی کے وسط میں (۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء) پیدا ہوئے ان کا مولد و مسکن برطانوی ہندوستان کے علاقے مشرقی پنجاب کا ایک چھوٹا سا گاؤں قادیان (ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ) تھا۔ انہوں نے ابتدائی زندگی میں دینی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ کی عدالت میں بطور اہلمد ملازم ہوگئے۔ ۱۸۶۸ء میں ملازمت سے استعفیٰ دے کر واپس قادیان چلے گئے اور تصنیف و تالیف کے کام میں منہمک ہوگئے کہا جاتا ہے کہ ملازمت کے دوران انہوں نے انگریز افسران سے اپنے تعلقات اور ربط و ضبط کو خاصا وسیع کیا ۴ بہرحال قادیان واپس پہنچ کر مرزا غلام احمد نے تصنیف و تالیف کے

ساتھ ساتھ مذہبی مناظروں اور مباحثوں کا آغاز کیا جو زیادہ تر عیسائیوں اور ہندو آریہ سماج سے ہوا کرتے تھے۔ اس دوران انہوں نے اخبارات میں مضامین بھی لکھنے شروع کئے اور ایک کتاب براہین احمدیہ کے نام سے لکھنی شروع کی جو غالباً ان کی اولین تصنیف تھی۔ تاہم اس دوران میں ان کی حیثیت صرف ایک مناظر اور مذہبی مصلح کی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس دور میں اکثر و بیشتر علماء اور عوام نے ان کی کاوشوں کی محتاط انداز میں تعریف بھی کی تاہم یہ بات کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ وقت کا یہ مذہبی رہنما آئندہ نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ ۱۸۹۱ء میں مرزا صاحب نے مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور بعد ازاں مسیح موعود ہونے کی خبر دی۔ آخر کار ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ نبوت کا اعلان کر دیا۔ جن لوگوں نے ان کی نبوت کے دعوے کو درست تسلیم کیا وہی قادیانی کہلائے۔ ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد کی وفات کے بعد آج تک خلافت کا سلسلہ قائم ہے۔

قادیانی فرقے

ابتداء میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر یقین رکھنے والے تمام متبعین ایک جماعت تھے اور احمدی کہلاتے تھے۔ تاہم ۱۴ مارچ ۱۹۲۱ء کو مرزا بشیر الدین خلیفہ دوم مقرر ہوئے۔ تو چند اختلافات ظہور پذیر ہوئے۔ اور دو گروپ ہو گئے۔ جس گروہ نے مرزا بشیر الدین کے ہاتھ پر بیعت کر لی وہ قادیانی یا احمدی کہلایا۔ اور دوسرا گروہ جس کی قیادت محمد علی لاہوری کر رہے تھے۔ جماعت لاہور کہلایا۔ ابتداء میں دونوں فرقوں کا عقیدہ ایک ہی تھا تاہم بعد میں جماعت لاہور نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم مرزا غلام احمد کو نبی نہیں بلکہ مسیح موعود مہدی اور مجدد جانتے ہیں۔ تاہم علماء اسلام کے نزدیک دونوں فرقوں کا فرق صرف ذاتی اختلافات کی بناء پر ہے نہ کہ عقائد کی بناء پر چنانچہ وہ جماعت لاہور کے اختلافات عقائد کو صرف الفاظ کا ہیر پھیر قرار دیتے ہیں۔ (۵)

موجودہ وقت میں یہی حسب ذیل دو فرقے قادیانی جماعت کے اہم گروہ ہیں۔

(الف) قادیانی (ب) لاہوری یا جماعت لاہور

موجودہ خلیفہ جماعت مرزا طاہر احمد ہیں جنھوں نے امت مسلمہ کے جید علماء کو مباہلہ کا چیلنج دے رکھا ہے۔ اس چیلنج کو علماء وقت نے قبول بھی کر لیا ہے تاہم ابھی تک اس سلسلے میں مزید کوئی پیشرفت نہیں ہوئی (۶)

قادیانی اور پاکستان

پاکستان کی تاریخ میں قادیانیوں کا کردار شروع دن سے ہی متنازعہ رہا اور ہمیشہ علماء نے اس جماعت کو پاکستان کا دشمن اور اعتقادات کی بنیاد پر غیر مسلم قرار دینے کے لئے حکومت پاکستان پر دباؤ جاری رکھا اس ضمن میں کئی عوامی تحریکیں بھی چلائی گئیں۔ نتیجتاً ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے انہیں غیر مسلم قرار دے دیا اور پاکستان کے آئین میں حسب ضرورت ترامیم بھی کر دی گئیں۔ مگر قادیانیوں نے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہ کیا۔ آخر کار ۱۹۸۴ء میں اس وقت کے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں پر یہ پابندی عائد کر دی کہ وہ نہ تو اپنی مقدس شخصیات کے لئے وہ الفاظ اور القاب استعمال کر سکتے ہیں جو مسلمان کرتے ہیں نہ ہی اپنے مقدس مقامات اور عبادت گاہوں کو ان ناموں سے موسوم کر سکتے ہیں جو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کے مجاز ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں تین سال کے لئے کسی ایک قسم کی سزائے قید اور جرمانہ کی سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

نتیجتاً موجودہ وقت میں قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہوں کے نام بھی تبدیل کر دیئے ہیں۔ انہیں بیت الحمد یا بیت الذکر کہا جاتا ہے۔ کوئی قادیانی اپنے آپ کو علی الاعلان مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ کسی قادیانی کی میت مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کی جا سکتی بلکہ کئی دفن شدہ مردوں کو بھی قبروں سے نکال کر قادیانیوں کے الگ قبرستانوں میں دفن کروایا گیا ہے۔ غرضیکہ اس وقت پاکستان میں اس جماعت کی حیثیت ایک قانونی غیر مسلم اقلیت کی سی ہے۔ تاہم چونکہ ایک طویل عرصے تک عام مسلمان انہیں ایک اسلامی فرقہ ہی تصور کرتے تھے۔ لہٰذا غیر مسلم قرار دیئے جانے سے قبل ان سے مسلمانوں کے شادی بیاہ بھی ہوتے تھے اور اب بعض جگہوں پر عجیب صورت حال ہے کہ شوہر مسلمان ہے اور بیوی قادیانی۔ باپ قادیانی ہے اور اولاد مسلمان۔ اگرچہ ایسا بہت کم ہے۔

خلاصہ معتقدات

اگرچہ علماء کرام نے قادیانی عقائد پر بہت تفصیلی بحث کی ہے اور تمام بنیادی عقائد میں اس جماعت کو مسلمانوں سے یکسر متصادم اعتقادات کا حامل ثابت کیا ہے۔ تاہم یہاں ہم اختصار کے ساتھ ان اہم عقائد کا ذکر کریں گے جو اسلام کی بنیاد ہیں اس ضمن میں خود قادیانی اکابرین و علماء جو کچھ لکھتے ہیں صرف انہی کا ذکر حوالہ جات کے ساتھ درج کیا جائے گا۔

توحید

خدا کے بارے میں مرزا غلام احمد کا نظریہ خود ان کے الفاظ میں یہ ہے "میں (مرزا) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔" (۷)

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں۔ " مجھ سے میرے رب نے بیعت کی"۔ (۸)

تاہم خدا کے بارے میں ان کا نظریہ واضح نہیں کہیں وہ خدا کو خدا کہتے ہیں اور کہیں اصلی خدا کا اقرار بھی کرتے ہیں علاوہ ازیں وہ خود کو عجیب و غریب تشبیہات سے بھی نوازتے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ فرماتے ہیں

"وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے وہ جھوٹے کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔" (۹)

"قیوم العالمین (اللہ تعالیٰ) ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار (ہاتھ) بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج ا[ور] لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے۔ تیندوے کی طرح اس وجود ا[عظ]م کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہے۔" (۱۰)

خدا کے اس مبہم تصور کے ساتھ ساتھ انہوں نے کئی مقامات پر خداوند عزوجل کی شان میں کچھ ایسے کلمات (۱۱) بھی تحریر کیے ہیں۔ جنہیں خدا کی بے نیاز ذات کی شان میں کوئی مسلمان تو کیا غیر مسلم بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ بہرحال ہم ان کلمات سے صرف نظر کرتے ہوئے ان کے عقیدہ نبوت و رسالت کی طرف آتے ہیں۔ جس پر فی الحقیقت اس مذہب کی بنیاد اٹھائی گئی ہے۔

عقیدہ نبوت و رسالت

اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مذہبی زندگی کا آغاز ایک مناظر اور مصلح کی حیثیت سے کیا۔ مگر رفتہ رفتہ انہوں نے مہدی، مسیح موعود اور آخر کار نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اس کے لئے انہوں نے ظلی اور بروزی نبی کی اصطلاحات استعمال کیں۔

ان کا قول ہے کہ

"حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے دین کی تکمیل اشاعت نہ ہو سکی میں نے پوری کی ہے۔" (۱۲)

مرزا غلام احمد اپنے بروزی نبی ہونے کے دعویٰ میں وضاحت کرتے ہیں

"مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اسی لئے خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے بلکہ محمد ﷺ ہیں اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمد کے پاس رہی۔" (۱۳)

ایک اور مقام پر نبوت کا دعویٰ کچھ اس طرح سے کرتے ہیں۔

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (۱۴)

مرزا صاحب سچے خدا اور اپنی رسالت کو مربوط کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (۱۵)

"میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدیؐ شکل اور محمدیؐ نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (۱۶)

غرضیکہ مرزا غلام احمد کا یہی دعویٰ نبوت ہے جو قادیانی جماعت کے عقائد کے مطابق ختم نبوت کی تردید کرتا ہے۔ جبکہ تمام مسلمان بالاجماع آنحضرت ﷺ پر نبوت کے خاتمہ کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔

غیر قادیانی کافر ہیں

اسی عقیدہ نبوت کے منطقی نتیجہ کے طور پر قادیانی مرزا غلام احمد کی نبوت پر یقین رکھنے والوں کو مومن اور نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے مرزا غلام احمد کا فتویٰ ہے۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" (۱۷)

قادیانی جماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ غیر قادیانی چونکہ کافر ہیں لہٰذا ان کے پیچھے نماز پڑھنا (۱۸) غیر احمدیوں کے ساتھ شادی بیاہ کرنا (۱۹) اور ان کی نماز جنازہ میں حتیٰ کہ نابالغ بچوں کی نماز جنازہ میں شریک ہونا قادیانیوں کے لئے ممنوع ہے۔ (۲۰) یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان (جو قادیانی تھے) نے پاکستان کے بانی قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی تھی۔ کیونکہ ان کے نزدیک ہر غیر قادیانی غیر مسلم ہے۔

قرآن کریم کی تشریح اور عقیدہ نبوت

قادیانی جماعت کے عقیدہ کے مطابق قرآن پاک میں جہاں جہاں آنحضرت ﷺ کو مخاطب کیا گیا ہے ان سے مراد مرزا غلام احمد ہے۔ مثلاً "وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔ (اربعین سوم ص ۲۸، ۴۳)

یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین (حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۷)

اور اسی طرح دیگر آیات قرآنی جن میں سورہ کوثر کی آیات (۲۲) واقعہ معراج کی آیات (۲۳) حضرت عیسیٰ کی جانب سے ایک آنے والے نبی کی نوید (۲۴) والی آیت اور دیگر متعدد آیات میں آنحضرت ﷺ کی بجائے قادیانی جماعت مرزا غلام احمد کو ان آیات کا موجب و مخاطب تصور کرتی ہے۔ اسی طرح قادیانی کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں محمدؐ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ (۲۵) یہ وہ بنیادی عقائد ہیں جن پر قادیانی مذہب کی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔

○

قرب قیامت اور رویت ہلال

"قرب قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ چاند پہلے سے دیکھ لیا جائے گا اور (پہلی تاریخ کے چاند کو) کہا جائے گا کہ یہ تو دوسری تاریخ کا ہے اور مسجدوں کو گزرگاہ بنالیا جائے گا اور "ناگہانی موت" عام ہو جائے گی۔"

(کنز العمال)

مولانا محمد اظہر

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

روزنامہ "خبریں" لاہور نے ۱۲ر جون ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں معروف فلمی شاعر احمد فراز (موجودہ حکومت میں صدر نیشنل بک فاؤنڈیشن) کا ایک انٹرویو شائع کیا ہے جس میں فراز صاحب نے انتہائی ناشائستہ اور سوقیانہ انداز میں خدا' رسول' دین' ایمان' قرآن' نماز اور مولوی کا مذاق اڑایا ہے۔ ایک طالب علم کی حیثیت سے ہمیں بعض اوقات غیر مسلموں کی تحریریں بھی پڑھنا پڑتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دین اور اہل دین کے بارے میں تضحیک و استہزا' تحقیر و اہانت اور طنز و تشنیع کا جو مظاہرہ فراز صاحب نے اپنی گفتگو میں کیا ہے وہ بلا مبالغہ کسی عیسائی' اور یہودی یا ہندو کی تحریر میں بھی نظر نہیں آیا عقل و منطق اور شرافت و شائستگی سے محروم دیگر مصنفین کی متعدد عبارات نظر سے گذرتی رہتی ہیں مگر فراز صاحب' ایسے تمام مصنفین کے قافلہ سالار ہی نہیں قافلے والوں سے سینکڑوں میل آگے نکل چکے ہیں۔ جس طرح کی زبان موصوف نے استعمال کی ہے وہ ایک ہوشمند' باوقار اور زیرک انسان سے متوقع نہیں تھی' یوں تو پورا انٹرویو ہی فراز صاحب کی "متانت" "عالی ظرفی" اور "اخلاق عالیہ" سے مزین ہے مگر ہم چند اقتباسات ہی نقل کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز انہی سے عصر حاضر کے ترقی پسند و روشن خیال طبقہ کے نمائندہ شاعر کے طرز استدلال اور تہذیب و شائستگی کا اندازہ ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں۔

(الف) "یہودیوں کو ہم دنیا کی قابل نفرت قوم سمجھتے ہیں لیکن روئے زمین پر ان سے زیادہ منظم قوم اور کوئی نہیں ہے' پوری دنیا کے مسلمان ان کے دشمن ہیں' وہ ہمیشہ حالت جنگ میں رہتے ہیں اپنے وطن سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ ۵۰ سال سے کامیابی کے ساتھ اسرائیل کا تحفظ کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارا مولوی ابھی تک اس مسئلہ میں الجھا ہوا ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے رکھنا چاہیے یا دایاں' پائنچہ ٹخنے سے نیچے ہونا چاہیے یا اوپر' اقبال روتے روتے مر گیا۔ صحابہ کے بعد اقبال سے بڑا عاشق رسول پیدا نہیں ہوا۔ اگر کوئی جنت ہے تو میری نظر میں اقبال اس کا حقدار ہے"

یہود و نصاریٰ سے محبت!

کسی قوم سے محبت و نفرت دل کا معاملہ ہے۔ جناب فراز صاحب سے گزارش ہے کہ آپ اس مسئلہ میں آزاد ہیں آپ تمام مسلمانوں کے برعکس یہودیوں' عیسائیوں ہندوؤں' قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں میں سے' جن سے چاہیں محبت رکھیں ان کی ہنرمندی کی تعریفیں کریں ان کے گیت گائیں بلکہ ان میں شامل ہی ہو جائیں کہ شرعاً" و حقیقتاً" آپ انہیں میں شمار ہوتے ہیں اور انہی میں محشور ہوں گے المرء مع من احب تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ہماری گزارش صرف یہی ہے کہ مسلمانوں کو اس تلقین و خیر خواہی سے معاف رکھیں۔ ان کی رہنمائی کے لئے قرآن و سنت اور ان کے اسلاف کی تاریخ موجود ہے۔ جس قوم کی تعریف میں آنجناب اور اس دور کے کعب بن اشرف اور عبداللہ بن ابی رطب اللسان ہیں اس کی پوری تاریخ قرآن کریم میں جابجا موجود ہے۔ یہ وہی بدبخت قوم ہے جس نے حضرت زکریا و حضرت یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام سمیت سینکڑوں انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا ویقتلون النبیین بغیر الحق۔ اللہ تعالیٰ کی جسمانیت کا عقیدہ رکھتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے رؤیت الٰہی کا مطالبہ کیا۔ انبیاء علیہم السلام پر طرح طرح کے الزامات اور تہمتیں عائد کیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو العیاذ باللہ کذاب و دجال تک کہا' ان کے چہرہ اقدس پر تھوکا' انہیں سولی پر لٹکانے کی کوشش کی' ان کی والدہ حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی' حضرت سلیمان علیہ السلام کو جادوگر قرار دیا' حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے کمانڈر انچیف اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا قاتل کہا۔ اس ظالم و بدنصیب قوم کو اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے انعامات سے نوازا مگر اس کی سرکشی اور عصیان و طغیان ہمیشہ رو بہ ترقی رہے۔ تکذیب و قتل انبیاء' کذب و منافقت' تلبیس و کتمان حق' قساوت قلبی اور حب مال و حب جاہ میں گرفتار اس قوم پر ذلت و مسکنت اور لعنت مسلط کر دی گئی۔

ضربت علیهم الذلة والمسکنة وباؤا بغضب من الله

یہی وہ قوم ہے جس کے بعض افراد کو خنزیروں اور بندروں کی شکل میں مسخ کیا گیا اور اس کے گلے میں ہمیشہ کے لئے مغضوب علیھم کا علامتی نشان ڈال دیا گیا۔ موجودہ اسرائیل کا قیام امریکہ و برطانیہ کی مسلم دشمنی اور بے ایمانی کا نتیجہ ہے اور یہودی اس

کے قیام سے آج تک امریکہ، برطانیہ فرانس اور جرمنی کے دامن سے چمٹے ہوئے ہیں آج یہ ممالک اسرائیل کی سرپرستی سے دستکش ہو جائیں تو یہ یہودی سلطنت دو دن بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ اس ناجائز یہودی سلطنت کے وجود و استحکام پر خوشی و مسرت، امریکہ و برطانیہ کے مسلم دشمن یہود و نصاریٰ کو ہے یا جناب فراز صاحب کو

ببین کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

بہر حال ہم تو بحیثیت مسلمان اس حکم خداوندی کے پابند ہیں

یاایھا الذین آمنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم (المائدہ ۵۱)

"اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست، وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ انہی میں سے ہے۔"

توہین رسالت کا ارتکاب

آپ کا فرمان ہے کہ

"مولوی ابھی تک اسی مسئلہ میں الجھے ہوئے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھنا ہے یا دایاں اور پائنچہ ٹخنے سے اوپر ہونا چاہئے یا نیچے۔"

محترم فراز صاحب! آپ کے اس طنزیہ جملے کا نشانہ بالواسطہ وہی ذات گرامی بنتی ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا،

"ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر"

"کیونکہ مسجد میں داخلہ کے وقت دایاں پاؤں پہلے رکھنے یا پائنچے ٹخنوں سے اوپر رکھنے کا حکم کسی مولوی کی خانہ ساز شریعت کا مسئلہ نہیں بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اور ایک مسلمان کو اس بات کے تصور سے بھی پناہ مانگنی چاہئے کہ اس کی کسی بات سے سرکار دو عالم ﷺ کی ذات گرامی کی توہین ہوتی ہو۔ باقی اس طرح کے طنزیہ اعتراضات میں آپ منفرد نہیں، دور رسالت میں مشرکین و کفار نے بھی مسائل طہارت سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اس طرح کا اعتراض کیا تھا کہ "یہ کیسے پیغمبر ہیں جو تمہیں بول و براز کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں"۔ لیکن قربان جائیے حضرات صحابہ کرام کی حق شناسی اور نور ایمان و معرفت پر، حضرت سلمان فارسیؓ نے اس احمقانہ سوال کو سن کر کیسا ایمان افروز جواب دیا کہ "جی ہاں وہ پیغمبر ہمیں یہ بھی سکھاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے بھی آشنا نہ تھے"۔

ویسے فراز صاحب، اگر نماز دربار شاہی میں حاضری کا نام ہے تو کیا اس کے لئے کسی ادب یا لباس کی پابندی کی ضرورت نہیں؟ میں اور آپ معمولی حاکم کے دفتر میں جاتے ہوئے کئی مرتبہ اپنے لباس کو ناقدانہ نظروں سے دیکھتے ہیں اور حاکم کی مجلس میں تمام آداب کا لحاظ رکھتے ہیں کیا اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں حاضری کا کوئی ادب، کوئی قرینہ، کوئی سلیقہ و لحاظ نہیں؟ اگر دنیا کے بتان آزری سزاوار اکرام ہیں تو اس ذات بے ہمتا اور حاکم حقیقی کے دربار میں آداب کی رعایت کیونکر محل طعن ٹھہری؟

تاریخ سے ناواقفیت پر مبنی!

اقبال مرحوم کو آپ نے عاشق رسول ﷺ قرار دیا۔ ویسے تو ہر مسلمان کسی نہ کسی درجہ میں ضرور عاشق رسول ﷺ ہوتا ہے، مگر حضرات صحابہ کرام کے بعد اقبال کو سب سے بڑا عاشق قرار دینا خلاف واقعہ بھی ہے اور ایک طرح کی بدذوقی بھی۔ اقبال سے پہلے لاکھوں اساطین علم و عمل، ارباب صفا اصحاب کردار رجال دین اور خدام اسلام گزرے ہیں جو عشق و محبت رسول ﷺ اور اتباع و اطاعت رسول ﷺ میں اقبال مرحوم سے یقیناً آگے تھے۔ آپ غازیوں کی صف میں اقبال کو ضرور کھڑا کریں، مگر وہ بے چارا تو خود معترف ہے کہ میں گفتار کا غازی ہوں اور میرے اسلاف کردار کے غازی تھے۔

خدا کا انکار یا عقل کا ماتم

(ب) "ہندوؤں کا کرشن یا بھگوان، ہمارا خدا یا دنیا کا ہر وہ شخص جو ایک خدا کی پوجا کرتا ہے وہ انسان کی ضرورت ہے، پتھر کے زمانہ میں سورج خدا تھا، آگ خدا تھی، روشنی خدا تھی، سمندر خدا تھا۔ یہ انسان کی فطرت ہے وہ طاقت ور چیز سے خوف محسوس کرتا ہے اور اس کو کسی نہ کسی شکل میں خدا تصور کر لیتا ہے۔"

فراز صاحب نے اس عبارت میں وجود باری جل مجدہ کا انکار کیا ہے، اور کمیونسٹوں کے فلسفہ کے مطابق وجود باری کو حقیقت کی بجائے ضرورت قرار دیا ہے۔ یعنی انسان اپنے ایک طبعی و فطری خوف کی وجہ سے کسی مافوق الفطرت چیز کے سامنے جھکتا ہے اور اسے خدا کہتا ہے، پہلے یہ چیزیں سورج، آگ روشنی اور سمندر تھیں۔ اب خدا ہے اس ہرزہ سرائی کے تفصیلی اور شافی اور مسکت و دندان شکن جوابات تو علمائے امت "علم الکلام" میں دے چکے ہیں۔ مختصراً" یہ ہے کہ انسانی تاریخ کی ابتداء ہی سے اثبات باری جل مجدہ کا عقیدہ موجود چلا آرہا ہے، یہ انسانی اکثریت کا متفقہ فیصلہ ہے۔ گو ظاہر بینوں کی ایک چھوٹی سی جماعت منکر خدا بھی رہی ہے۔ لیکن یہ انکار کسی علمی تحقیق و برہان پر مبنی نہیں بلکہ لاعلمی کا مظاہرہ ہے۔ ملاحدہ کی اس جماعت نے جب دائرہ محسوسات میں خدا کو نہ پایا تو اس کے وجود ہی کا انکار کر دیا یہ ایسے ہی ہے کہ اگر خشکی کے دائرہ میں مچھلی نہ مل سکے تو کوئی بے وقوف مچھلی کے وجود ہی کا انکار کر دے۔ اس کائنات کی حکیمانہ ترتیب، سیاروں اور ستاروں کی رفتار و حرکات، تخلیق جمادات و حیوانات کا مرتب نظام، لیل و نہار، گرمی و سردی، بہار و خزاں غرضیکہ کائنات میں ذرے سے سورج تک ہر ایک چیز کا مرتب و مستحکم نظام، خدا تعالیٰ کی ذات، صفات اور کمالات کا واضح ثبوت ہے جس کا انکار کسی صاحب عقل سے ممکن ہی نہیں اور نہ ہی یہ کسی

بے شعور اور اندھے بہرے مادے کی اتفاقیہ حرکت کا نتیجہ ہے۔

اس زمانے کا غیر مسلم سب سے بڑا حکیم و سائنس دان ہربرٹ سپنسر کہتا ہے۔

"ان تمام اسرار سے جن کی یہ کیفیت ہے کہ جس قدر ہم زیادہ غور کرتے ہیں اسی قدر وہ غامض ہوتے جاتے ہیں۔ اس قدر قطعی ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے اوپر ایک ازلی و ابدی قوت موجود ہے جس سے تمام اشیاء صادر ہوتی ہیں"۔

آئزیک نیوٹن کہتا ہے

"کائنات کے اجزاء میں باوجود ہزاروں انقلابات زمان و مکان کے جو ترتیب و تناسب ہے وہ ممکن نہیں کہ بغیر کسی ایک ذات کے پایا جاسکے' جو سب سے اول ہے اور صاحب علم و اختیار ہے

(الکلام ص ۳۸۔ ص ۳۹)

فراز صاحب! قرآن کریم نے آج سے کئی ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم علیہ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ مناظرہ و استدلال نقل کیا ہے جو انہوں نے بت پرستی و کواکب پرستی کے قائلین کو سمجھانے کے لئے کیا تھا۔ جس کا حاصل یہ تھا کہ سورج' چاند' ستارے بیچارے تو خدائی مزدور ہیں جو وقت متعین پر آتے اور چلے جاتے ہیں ایک منٹ کی تقدیم و تاخیر پر قادر نہیں یہ اس محکومانہ عجز و بیچارگی کے ساتھ خدائی حقوق میں کہاں شریک ہوسکتے ہیں؟ گویا طاقتور کے سامنے جھکنے اور اسے خدا ماننے کے نظریہ کا بطلان اور اس کی شناعت و قباحت تو خدا تعالیٰ کے فرستادوں اور پیغمبروں نے ہی انسانیت کو سمجھائی اور انہیں ساری مخلوق سے یکسو ہو کر صرف خالق جل و علا کا دروازہ پکڑنے کا درس دیا۔ جب کہ آپ کی تحقیق یہ ہے کہ انسان نفسیاتی خوف کی وجہ سے ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا ایک مفروضہ "خدا" تک پہنچا ہے۔

علماء حق پر افتراء

مولوی چھوٹی چھوٹی باتوں پر طوطے کی طرح کافر کافر کی رٹ لگاتا ہے۔ اقبال نے انہیں دو رکعت کا امام کہا تھا۔ مولوی نے اقبال کو کافر کہا' اسے واجب القتل قرار دیا' قائد اعظم کو کافر اعظم کہا گیا"۔

اہل دین کے خلاف برسرپیکار طبقہ کے یہ ٹکسالی جملے آج کل کے فیشن کا حصہ ہیں۔ مولوی اور ملّا کیخلاف زہر اگلتے وقت وہ اکثر ان کا اعادہ کرتے رہتے ہیں۔ عامۃ المسلمین کو علماء کرام سے دور اور متنفر کرنے کے لئے اس طرح کے کئی اور جھوٹ بھی بولے جاتے ہیں۔ مگر آج تک کسی شریف النسب نے معقول استدلال کے ساتھ ان الزمات کو ثابت کرنے کی ہمت نہیں کی۔ مقتدر علماء اور اصحاب افتاء نے نہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا اور نہ اقبال کے کافر و گردن زنی ہونے کا فتویٰ دیا۔ باقی اقبال نے اگر تمام علماء کو "دو رکعت کا امام" ہونے کا طعنہ دیا تو اس کا بار ان کی گردن پر ہوگا اس لئے کہ نماز کی امامت تو آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ بھی فرمایا کرتے تھے' اور اگر اقبال کا مشارالیہ کوئی خاص شخص ہے (جیسا کہ واقعہ ہے) تو پھر اس شعر کی وجہ سے تمام علماء کرام پر "دو رکعت کے امام" ہونے کی پھبتی کسنا شرافت سے ذرا دور ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر کافر کافر کی رٹ کوئی مولوی نہیں لگاتا البتہ اگر کوئی "روشن خیال و ترقی پسند" دین کے ساتھ استہزاء کرے سنت پیغمبر کا مذاق اڑائے نماز پنجگانہ کو قابل ترمیم بتائے اور وجود باری عزاسمہ کا انکار کردے تو ان "چھوٹی چھوٹی باتوں" کے کفر ہونے کو بیان کرنا "مولوی" کا دینی فریضہ ہے اور وہ اسے ادا کرتا رہے گا۔ اس فریضہ کی بجا آوری میں اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے یا تضحیک و تمسخر کا' ملائیت کے طعنے دیئے جائیں یا رجعت پسندی کے کوسنے' مدار حق و باطل اور معیار خیر و شر کو واضح کرنا علماء کی ذمہ داری ہے اور شاید فراعنہ وقت اور بولہبان عصر حاضر کو سب سے زیادہ تکلیف علماء کرام کے اسی کردار سے ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی....!

"مولوی علم کا دشمن ہے وہ جدید علوم حاصل نہیں کرتا۔ دنیا بہت تیزی سے آگے جارہی ہے۔ یہ ہمارے بچوں کو روٹیاں منگوانے بھیج دیتے ہیں وہ بچے قوم کی ملکیت ہیں۔ یہ ان کو "دولے شاہ کے چوہے" بنا کر جنت کا ٹکٹ دیتے ہیں' سر چھوٹے چھوٹے' پیٹ بڑے بڑے۔ وہ میرے بچے ہیں آپ کے بچے ہیں لیکن مولوی ان کو اپنے جیسا مولوی بنانا چاہتا ہے۔ ان بچوں کو سائنس دان بننا چاہئے' اسکالر انجینئر اور بینکار بننا چاہئے۔ لیکن مولوی ان کو بھکاری بنا رہا ہے۔

مسجدوں میں مولوی بچوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں پورے معاشرے کو علم ہے' یہ دیہاتوں میں تعویذ' گنڈے کے ذریعہ دھوکہ دہی کرتے ہیں' یہ لوگوں کو جنت میں جانے کا ٹکٹ دیتے ہیں۔ یہ بچوں کو لمبے لمبے ڈنڈے پکڑا کر سالن اور روٹی اکٹھی کرنے بھیج دیتے ہیں"

فراز صاحب کی گفتگو میں مولویوں سے زخم خوردہ اور ہزیمت زدہ ہونے کا تاثر بالکل نمایاں ہے اور ایسے شکست خوردہ کی دلداری کے لئے اگر ہم اعتراف جرم کرلیں تو کیا حرج ہے۔ ہمیں بالکل اعتراف ہے کہ جب برصغیر میں لارڈ میکالے کے مجوزہ نظام تعلیم اور سرسید کے مکتب فکر نے طبقہ مترفین کو اپنی طرف کھینچ لیا اور اعلیٰ دماغ لوگوں کی ساری مساعی حصول دنیا اور مناصب و مراعات پر مرتکز ہوگئیں تو ان درویشان خدامست اور علماء حق نے قوم کے غریب کمزور اور پسماندہ طبقہ کے بچوں کو اپنی آغوش شفقت میں لے لیا' یہ ان لوگوں کی اولاد تھے جو علی گڑھ کالج و یونیورسٹی کی اونچی فیس اور شاہانہ اخراجات کی استطاعت نہ رکھتے تھے۔ علماء نے قوم کے ان بچوں کے لئے کتابوں اور اساتذہ کرام کے علاوہ روٹی کپڑے اور مفت رہائش کی کفالت کا بوجھ بھی اپنے ذمہ لے لیا اور قوم کے مخیر حضرات سے چندے لے لے کر' یا بقول آپ کے بھیک مانگ مانگ کر کوچہ دین کو آباد رکھا' مسجدوں کو رونق بخشی' منبر و محراب کی آبرو کو برقرار رکھا' لوگوں کو خدا کی

طرف بلایا‘ اسوہ رسول ﷺ بتایا۔ غربت سے دین کو عزت دی۔ خود دربدر رہے مگر دین کو غیروں کی نذر ہونے سے بچایا۔ مادیت کے اس امڈتے ہوئے سیلاب میں آج اگر قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند ہو رہی اور بڑھتی جا رہی ہیں تو یہ انہی لوگوں کا فیض ہے جن کی فاقہ مستی نے دین کو نئی زندگی بخشی‘ برطانوی استعمار اور انگریزی تہذیب کی یلغار کے وقت انہی مدرسوں اور مسجدوں نے مورچوں اور محاذوں کا کام دیا اور دین کے یہ سپاہی کفر کی پوری طاقت اور یلغار کے باوجود سینہ سپر رہے اور مورچوں کو آباد رکھا دینی مدارس اپنی غربت‘ محرومی اور کسمپرسی کے باوجود اسلام کے قلعے اور اس کی پناہ گاہیں‘ ہدایت کے سرچشمے اور دین کی مشعلیں ہیں جن کی کرنیں ایک عالم کو منور کر رہی ہیں۔

فراز صاحب رونا روتے ہیں کہ ”جن بچوں کو سائنس دان‘ اسکالر‘ انجینئر اور بیوکار بننا چاہیے مولوی ان کو اپنے جیسا مولوی اور بھکاری بنا رہا ہے۔“

گزارش ہے کہ آپ کے موجودہ نظام تعلیم میں یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ کوئی غریب یا متوسط درجہ کا فرد اپنے بچوں کو عصر حاضر کی فنی تعلیم دلا سکے۔ مولوی پر غصہ اتارنے اور دانت پیسنے کے بجائے اگر آپ یہ بتاتے کہ حکومت نے غرباء کے بچوں کو مفت تعلیم دینے اور سائنس دان‘ اسکالر‘ انجینئر اور بیوکار بنانے کے لئے اتنے سکول‘ اتنے کالج اور اتنی یونیورسٹیاں تعمیر کردی ہیں مگر مولوی لوگوں کو ادھر نہیں آنے دیتا تو شاید آپ کی بات میں کوئی وزن ہوتا۔ اس کے بغیر آپ کی بات دیوانے کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ مولوی نے حفاظت دین کا جو مورچہ سنبھالا تھا‘ بحمد اللہ وہ اس میں آج بھی کامیاب نظر آ رہا ہے۔ اس کے برعکس آپ کی جدید تعلیم کے اداروں میں جن پر قوم کا اربوں روپیہ لگ رہا ہے‘ کیا کچھ ہوتا ہے؟

حیا سر پیٹتی ہے‘ عصمتیں فریاد کرتی ہیں

ان تعلیم گاہوں میں ایمان و اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں‘ اساتذہ کی عزت‘ انسانیت کا احترام‘ بزرگوں کا اکرام مفقود ہے اور عفت و عصمت اور عزت و حرمت غیر محفوظ‘ یہ تعلیمی ادارے پولیس اور رینجرز کے پہروں اور کلاشنکوفوں کے سائے میں زندگی کے سانس لے رہے ہیں۔ ان حالات میں ”مولوی“ کو چاک گریبان ہونے کا طعنہ دینا اور اپنے دامن تار تار کی خبر نہ لینا کہاں کی دانائی ہے؟

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

خبریں: مسلمان کے لئے پانچ وقت کی عبادت (نماز) ضروری ہے آپ کی رائے کچھ اور ہے؟

احمد فراز: ______ اب اجتہاد کا وقت آگیا ہے تمام باتوں کو آج وقت کی روشنی میں دیکھنا ہوگا۔ تمام لوگ مل کر تھیسس اسلام پر غور کریں۔ اس کو ”ریویو“ (نظرثانی) کریں اگر کسی چیز کو بڑھانا ضروری ہے تو بڑھائیں‘ کسی کو کم کرسکتے ہیں تو کم کریں..... مسلمانوں میں ایک فرقہ تھا بلکہ اب بھی ہے جو تین وقت عبادت کرتے تھے۔ سرسید بھی اجتہاد کے قائل تھے‘ کافر کہلائے۔ علامہ پرویز بھی یہی کہتے تھے۔ ان جیسا عالم دین آج تک اسلام نے پیدا نہیں کیا۔“

اجتہاد کے نام پر دین سے بغاوت اور آزادی کے نام سے بے راہ روی کی دعوت اسلام کے چالاک دشمنوں کا پرانا حربہ ہے اور اب ان ملحدین کی لے یہاں تک بڑھی کہ وہ اسلام پر نظر ثانی‘ اس میں کمی بیشی اور پانچ نمازوں میں تخفیف کا نعرہ بلند کرنے لگے ہیں مگر بحمد اللہ مسلمانوں نے ایسی ہفوات کو نہ پہلے کبھی اہمیت دی ہے اور نہ آئندہ دیں گے۔ فراز صاحب جیسے لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ ملک میں دینی غیرت و حمیت اور مسلمان ہونے کا شعور رکھنے والی حکومت نہیں ورنہ ان کا مقام نیشنل بک فاؤنڈیشن نہ ہوتی بلکہ جیل اور نعل دار جوتا ہوتا جس کی شاید پانچویں ضرب پر ہی ان پر منکشف ہو جاتا کہ نمازوں کی تعداد تین نہیں پانچ ہی ہے۔ پرویز جیسے منکر حدیث اور ملحد کے بارے میں یہ کہنا کہ اس جیسا عالم دین آج تک اسلام نے پیدا نہیں کیا‘ اس تعریف و توصیف کی وجہ شاید وہ ”خدمات“ ہیں۔ جو پرویز نے انجام دی ہیں‘ یعنی اپنے لٹریچر سے اوہام و تشکیک کے جو کانٹے بوئے‘ اسلاف امت اور صحابہ کرامؓ کے بارے میں جس طرح بدگمانی و بے اعتمادی پیدا کی‘ ازواج مطہرات کے بارے میں جو زبان استعمال کی‘ آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ اور سنن طیبہ کے متعلق استہزائیہ و تضحیکی جملے لکھے اور قرآن کریم کی من مانی تشریح کے لئے حدیث رسول ﷺ کا جس طرح انکار کیا ان کا تقاضا یہی تھا کہ فراز صاحب جیسا ”ترقی پسند و روشن خیال“ انہیں اسلام کا بہت بڑا خادم اور بہت بڑا عالم قرار دیتا۔ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

غیرت کا جنازہ ـــــ !

”شادی کے متعلق عورت کو اپنے ہونے والے شوہر کے بارے میں سب کچھ پتہ ہونا چاہئے۔ اس کی پوری زندگی کا معاملہ ہے کہ دیکھے اس کا شوہر لولا لنگڑا تو نہیں‘ دماغی توازن درست ہے‘ جنسی طور پر ٹھیک ہے ان تمام چیزوں کا اس کو علم ہونا چاہئے اس لئے ہمارے معاشرے میں بعض لڑکیاں خود کشی کرلیتی ہیں یا پھر دوسرے طریقے استعمال کرتی ہیں۔ کیونکہ فطرت سے نہیں لڑا جاسکتا“

پاکستانی قوم کو بے حیائی کی طرف دھکیلنے کا کام ذرائع ابلاغ کے علاوہ فراز صاحب جیسے دانشور بھی بڑی تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔ شادی سے پہلے ہونے والے میاں بیوی کے لولے لنگڑے اور دماغی توازن کا علم ہوتا تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں‘ اصل مسئلہ مرد و زن کا آزادانہ اختلاط اور اخلاقی حدود کو توڑنے کی آزادی کا ہے۔ یہ بات پاکستان کے اہل نظر سے مخفی نہیں کہ مغربی ممالک ایک منظم سازش کے تحت مسلم ممالک میں بے حیائی اور عریانی کو فروغ

باقی صفحہ ۲۶ پر

قسط نمبر ۱

دس مدعیانِ نبوت

مدعیان نبوت کے خروج اور ظہور کی پیشین گوئی

حضور پر نور ﷺ نے بہت سی پیشین گوئیاں فرمائیں اور سب کی سب حرف بحرف پچی نکلیں۔ ایک پیشین گوئی حضور نے یہ بھی فرمائی کہ قیامت سے پہلے بہت سے کذاب اور دجال ظاہر ہوں گے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہو گا کہ میں اللہ کا نبی اور رسول ہوں۔ خوب سمجھ لو کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ خدا کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ خاتم النبیین کے بعد کسی کا فقط یہ دعویٰ کہ میں نبی ہوں یہی اس کے کذاب اور دجال ہونے کی دلیل ہے۔

حضور نے اپنے بعد کسی نبی کے آنے کی پیشین گوئی نہیں فرمائی بلکہ مدعیان نبوت کی پیشین گوئی فرمائی۔ اور ایک حرف یہ نہ فرمایا کہ تم اس مدعی نبوت سے اولاً " یہ دریافت کرنا کہ تو کس قسم کی نبوت کا مدعی ہے اور تیری نبوت کی کیا دلیل ہے۔ اگر حضور کے بعد کوئی سچا نبی آنے والا ہوتا۔ تو حضور پر نور ﷺ اس کی خبر دیتے اور لوگوں کو ہدایت فرماتے کہ تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کا انکار کر کے دوزخی نہ بننا بلکہ اس کے برعکس یہ فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ البتہ کذاب و دجال پیدا ہونگے جو نبوت کے مدعی ہوں گے تم ان کے دھوکہ اور فریب میں نہ آنا اور ہر ایک کے جھوٹا ہونے کی علامت ہی یہ ہو گی کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ چنانچہ اس کا ظہور حضور ﷺ کی آخر زندگی ہی سے شروع ہو گیا۔ اور نبوت کے دعوے دار ظاہر ہونے لگے۔

چنانچہ یمن میں اسود عنسی نے اور یمامہ میں مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

(فتح الباری ص ۴۰۲ ص ج ۶)

وروی ابو یعلی باسناد حسن عن عبداللہ بن الزبیر تسمیۃ بعض الکذابین المذکورین بلفظ لاتقوم الساعۃ حتی یخرج ثلاثون کذابا منہم مسیلمۃ والعنسی والمختار

(فتح الباری ص ۴۵۲ ص ج ۶)

ترجمہ۔ ابو یعلیٰ نے عبداللہ بن زبیرؓ سے باسناد حسن روایت فرمائی ہے جس میں بعض کذابوں کے نام بھی آپ نے ذکر فرمائے ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ قیامت قائم نہ ہو گی۔ جب تک کہ تیس کذاب بر آمد نہ ہوں۔ ان میں مسیلمہ اور عنسی اور مختار ہوں گے۔

سب سے پہلا مدعی نبوت اور اس کا قتل

سب سے پہلا مدعی نبوت اسود عنسی ہے جو بڑا شعبدہ باز تھا اور کہانت میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ لوگ اس کے شعبدوں کو دیکھ کر مانوس ہو گئے اور اس کے پیچھے ہو لئے اور قبیلہ نجران اور قبیلہ مذحج نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور ان کے علاوہ یمن کے اور بھی قبائل اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ نے مسلمانان یمن کے پاس حکم بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو اسود کا فتنہ ختم کیا جائے امام ابن جریر طبری ۱۱ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں:

عن جشیش بن الدیلمی قال قدم علینا وبر بن یحنس بکتاب النبی ﷺ یامرنا فیہ بالقیام علی دیننا والنھوض فی الحرب والعمل فی الاسود اما غیلۃ او مصادفۃ (تاریخ طبری ص ۲۱۵ ج ۳)

ترجمہ: جشیش راوی ہیں کہ وبر بن یحنس نبی اکرم ﷺ کا والا نامہ ہمارے نام لے کر آیا جس میں ہم کو یہ حکم تھا کہ دین اسلام پر قائم رہیں اور اسود کے مقابلہ اور مقاتلہ کے لئے تیار ہو جائیں اور جس طرح ممکن ہو اسود کا کام تمام کریں۔ خواہ کھلم کھلا قتل کریں یا خفیہ طور پر یا کسی اور تدبیر سے۔

اور تاریخ ابن الاثیر صفحہ ۱۲۸ جلد ۲ پر ہے۔

فتزوج معاذ بالسکون فمنعوا مدہ وجاء الیھم والی من بالیمن من المسلمین کتاب النبی ﷺ یامرھم بقتال الاسود فقام معاذ فی ذلک وقویت نفوس المسلمین وکان الذی قدم بکتاب النبی ﷺ وبر بن یحنس الازدی قال جشیش الدیلمی فجاء تنا کتب النبی ﷺ یامرنا بقتالہ اما مصادمۃ او غیلۃ الی آخرہ

(تاریخ ابن الاثیر صفحہ ۱۲۸ جلد ۲ ذکر اخبار الاسود العنسی بالیمن)

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور تمام مسلمان آنحضرت ﷺ کے گرد جمع ہو گئے اور ان کے پاس اور مسلمانان یمن کے پاس آنحضرت ﷺ کا خط موصول ہوا جس میں اسود کے ساتھ قتال کا حکم تھا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس بارے میں کھڑے ہو گئے۔ اور مسلمانوں کے قلوب کو تقویت حاصل ہوئی جو شخص آنحضرت ﷺ کا خط لے کر آیا تھا۔ اس کا نام وبر بن یحنس ازدی تھا۔ جشیش دیلمی فرماتے ہیں

ہمارے پاس آنحضرت ﷺ کے کئی خط موصول ہوئے جن میں اسود کے قتل کا حکم تھا۔ علانیہ ہو یا تدبیر سے۔

چنانچہ حضرات صحابہ نے حسن تدبیر سے اس کذاب کا کام تمام کیا۔ اور اس واقعہ کی خبر دینے کے لئے ایک قاصد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ لیکن قاصد کے پہونچنے سے پہلے حضور کو بذریعہ وحی اس کی خبر ہو گئی آپ نے اسی وقت صحابہ کو بشارت دی اور فرمایا۔

قتل العنسی البارحۃ قتلہ رجل مبارک من اھل بیت مبارکین قیل ومن قال فیروز فاز فیروز (تاریخ طبری ص ۲۲۸ ج ۳' تاریخ ابن الاثیر ص ۱۳۲ ج ۲ تاریخ ابن خلدون ص ۲۲۸ ج ۲)

کہ شب گذشتہ اسود عنسی مارا گیا اس کو ایک مبارک گھرانے کے مبارک مرد فیروز نے مارا ہے۔ فیروز کامیاب فائز المرام ہوا۔

قاصد یہ خبر لے کر مدینہ اس وقت پہونچا کہ آنحضرت ﷺ وصال فرما چکے تھے۔ عبد الرحمان ثمالی رضی اللہ عنہ نے اس بارہ میں یہ اشعار کہے۔

لعمری وماعمری علیّ بھیّن
لقد جزعت عنس بقتل الاسود

ترجمہ۔ قسم ہے میری زندگی کی اور میری قسم معمولی قسم نہیں۔ قبیلہ عنس اسودی کے قتل سے گھبرا اٹھا

وقال رسول اللہ سیروالقتلہ
علی خیر موعود واسعد اسعد

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے قتل کے لئے جاؤ اور بہترین وعدہ اور اعلیٰ ترین خوش نصیبی کی بشارت دی یعنی مدعی نبوت کا قتل اعلیٰ ترین سعادت ہے۔

فسرنا الیہ فی فوارس بھمۃ
علی حین امرمن وصاۃ محمد

ترجمہ۔ پس ہم چند سوار اسود کذاب کے قتل کے لئے روانہ ہو گئے تاکہ آپ کے حکم اور وصیت کی تعمیل اور تکمیل ہو

(حسن الصحابۃ فی شرح اشعار الصحابہ صفحہ ۲۱۳)

خلافت راشدہ اور مدعیان نبوت کا قلع قمع

خلافت راشدہ اس حکومت کو کہتے ہیں کہ جو منہاج نبوت پر ہو اور اس حکومت کا حکمران نبی کے ظاہری اور باطنی کمالات کا آئینہ اور نمونہ ہو۔ خلافت راشدہ کا فیصلہ قیامت تک کے لئے پوری امت کے لئے حجت اور واجب العمل ہے۔

احادیث صحیحہ میں خلفاء راشدین کے اتباع کی تاکید اکید آئی ہے۔

کتاب و سنت کے بعد خلافت راشدہ کا فیصلہ شرعی حجت ہے جس سے عدول اور انحراف جائز نہیں۔

قیامت تک آنے والی اسلامی حکومتوں کے لئے خلافت راشدہ وہ ہائی کورٹ اور آخری عدالت ہے۔ جس کی کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔ کسی اسلامی حکومت کی یہ مجال نہیں کہ وہ خلافت راشدہ کے فیصلہ پر کوئی نظر ثانی کا تصور بھی کر سکے۔ خلافت راشدہ کے رشد اور صواب پر رسول اللہ کے دستخط ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بعد خلفاء راشدین واجب الاطاعت ہیں اور اگر بفرض محال کوئی دیوانہ یہ خیال کرے کہ خلفاء راشدین کا فیصلہ حجت اور واجب الاطاعت نہیں تو پھر بتلائے کہ دنیا میں خلفاء راشدین سے بڑھ کر کون ہے جس کا فیصلہ حجت سمجھا جائے۔

اب ہم نہایت اختصار کے ساتھ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ خلافت راشدہ نے کس طرح مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا۔ اور کس طرح صفحہ ہستی سے ان کا نام و نشان مٹایا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ عن الاسلام وسائر المسلمین خیرا کثیرا کثیرا آمین

طلیحہ اسدی

اسود عنسی کی طرح طلیحہ اسدی نے بھی حضور پر نور ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسود کی طرح یہ بھی کاھن تھا کچھ قبیلے اس کے بھی تابع ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی سرکوبی کے لئے ضرار بن الازور رضی اللہ عنہ کو صحابہ کی ایک جماعت ساتھ دے کر روانہ کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے خوب سرکوبی کی اور مرتدین کو اتنا مارا کہ طلیحہ کی جماعت کمزور پڑ گئی لیکن اتنے میں آنحضرت ﷺ کی وفات کی خبر آ گئی۔ حضرت ضرار اپنے ساتھیوں کو لے کر مدینہ آ گئے۔ ان کے واپس آجانے کی وجہ سے طلیحہ کا فتنہ پھر زور پکڑ گیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کی سرکردگی میں ایک لشکر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ خالد بن ولیدؓ نے جاتے ہی میدان کارزار گرم کیا۔ عیینہ بن حصن طلیحہ کی طرف سے لڑ رہا تھا اور طلیحہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک چادر اوڑھے ہوئے وحی کے انتظار میں ایک طرف بیٹھا تھا۔ جب مرتدین کے پیر میدان جنگ سے اکھڑنے لگے تو عیینہ بن حصن لوگوں کو لڑتا چھوڑ کر طلیحہ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ کیا میرے بعد تیرے پاس جبرئیل امین کوئی وحی لے کر آئے ہیں۔ طلیحہ نے کہا نہیں کوئی نہیں آئے عیینہ لوٹ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر آیا اور سوال کیا کہ کیا اس اثناء میں جبرئیل امین کوئی وحی لے کر آئے ہیں۔ طلیحہ نے کہا نہیں۔ عیینہ نے کہا آخر جبرئیل کب تک آئیں گے ہم تو تباہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد عیینہ پھر آیا اور طلیحہ سے پھر یہی سوال کیا۔ طلیحہ نے کہا ہاں! ابھی جبرئیل امین آئے تھے۔ اور یہ وحی لے کر آئے ہیں۔

ان لک رحی کرحاہ وحدیثا لا تنساہ

تیرے لئے بھی خالد کی طرح ایک چکی ہو گی اور ایک بات پیش آئے گی جس کو تو کبھی نہ بھولے گا۔

عیینہ نے یہ سنکر کہا کہ بے شک اللہ کو معلوم ہے کہ کوئی بات ایسی ضرور پیش آئے گی جس کو تو نہ

بھولے گا۔ اور اس کے بعد قوم سے مخاطب ہو کر یہ کہا۔

انصر فوا یا بنی فزارة فانه کذاب

ترجمہ۔ اے بنی فزارہ تم واپس ہو جاؤ خدا کی قسم یہ شخص بالکل کذاب ہے عیینہ کا یہ لفظ سنتے ہی تمام لوگ بھاگ گئے اور میدان خالی ہو گیا اور کچھ لوگ ایمان لے آئے۔ طلیحہ نے اپنے لئے اور اپنی بیوی کے لئے پہلے ہی سے ایک گھوڑا تیار کر رکھا تھا جب اس پر سوار ہو کر بھاگنے لگا تو لوگوں نے آکر اس کو گھیر لیا۔ طلیحہ نے جواب دیا۔

من استطاع ان یفعل ھکذا وینجو بامراته

جو شخص ایسا کر سکتا ہو اور اپنی بیوی کو بچا سکتا ہو وہ ضرور ایسا کر گذرے۔

اس طرح طلیحہ بھاگ کر ملک شام چلا گیا اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تائب ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور حضرت عمرؓ کے دست مبارک پر بیعت کی اور جنگ قادسیہ میں کار نمایاں کئے۔ والسلام

(تاریخ طبری ص ۲۲۹ ج ۳ تاریخ ابن الاثیر ص ۱۳۰ ج ۲ و تاریخ ابن خلدون ص ۲۹۳ ج ۲)

وحی طلیحہ کا ایک نمونہ

والحمام والیمام والصرد الصوام قدصمن قبلکم باعوام لیبلغن ملکنا العراق والشام

(تاریخ ابن الاثیر ص ۱۳۳ ج ۲)

مسیلمہ کذاب

مسیلمہ کذاب۔ یہ شخص قبیلہ بنی حنیفہ کا سردار تھا ۱۰ھ میں شریمامہ میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک خط بھیجا جس کی عبارت یہ تھی۔

من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله سلام علیک فانی قد اشرکت فی الامر معک ولنا نصف الارض ولقریش نصف الارض ولکن قریش قوم یعتدون

من جانب مسیلمہ رسول اللہ بطرف محمد رسول اللہ تم پر سلام تحقیق میں نبوت میں تمہارے ساتھ شریک کر دیا گیا ہوں نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی۔ لیکن قریش ایک ظالم قوم ہے۔

مسیلمہ نے یہ خط دو آدمیوں کے ہاتھ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بھیجا حضور ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر قاصد قتل کئے جاتے تو میں گردن اڑانے کا حکم دیتا۔ بعد ازاں اس کے خط کا یہ جواب لکھوایا۔

من محمد رسول الله الی مسیلمة الکذاب سلام علی من اتبع الهدی اما بعد فان الارض لله یورثها من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین

من جانب محمد رسول اللہ بطرف مسیلمہ کذاب سلام ہو اس شخص پر جو اللہ کی ہدایت کا اتباع کرے۔ اس کے بعد یہ ہے کہ تحقیق زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کو زمین کا مالک اور وارث بنائے اور اچھا انجام خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ہے۔

(ابن اثیر اپنی تاریخ کے ص ۱۳۸ ج ۲ پر لکھتے ہیں

فکان اعظم فتنة علی بنی حنیفة من مسیلمة شهد له ان محمدا ﷺ قد اشرکه معه فصدقوه واستجابوا له

یعنی بنی حنیفہ کے حق میں فتنہ کا بڑا سبب یہ ہوا کہ مسیلمہ نے یہ مشہور کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو اپنی رسالت میں شریک کر لیا ہے انہوں نے حضور کا نام سن کر مسیلمہ کی تصدیق کی اور اس کی دعوت کو قبول کیا۔

اور مسیلمہ کو اس دعوے کی تائید کے لئے نہار نامی ایک شخص ہاتھ آگیا۔ یہ شخص شرفاء بنی حنیفہ میں سے تھا۔ ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوا اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہ کر قرآن اور حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ اور دین کی تعلیم دو۔ یہ بدبخت مدینہ سے واپس آکر مسیلمہ سے مل گیا اور علی الاعلان آکر یہ شہادت دی کہ میں نے خود محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مسیلمہ۔ نبوت میں میرا شریک ہے اس لئے بنی حنیفہ کے لوگ فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ اور مسیلمہ کے بہکانے میں آگئے۔

O

دو جہنمی گروہ

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ دو جہنمی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (بعد میں پیدا ہوں گے) ایک وہ گروہ جن کے ہاتھوں میں بیل کی دم جیسے کوڑے ہوں گے وہ ان کوڑوں کے ساتھ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے' دوم وہ عورتیں جو (کہنے کو تو) لباس پہنے ہوئے ہوں گی لیکن (چونکہ لباس بہت باریک یا ستر کے لئے ناکافی ہو گا اس لئے وہ) درحقیقت برہنہ ہوں گی (لوگوں کو اپنے جسم کی نمائش اور لباس کی زیبائش سے اپنی طرف) مائل کریں گی۔ (اور خود بھی مردوں سے اختلاط کی طرف) مائل ہوں گی' ان کے سر (فیشن کی وجہ سے) بختی اونٹ کے کوہان جیسے ہوں گے' یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو ہی ان کو نصیب ہو گی' حالانکہ جنت کی خوشبو دور دور سے آرہی ہو گی۔" (صحیح مسلم)

آخری قسط

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

صبر و شکر

کھانے پر بسم اللہ شریف نہ پڑھنے سے دو نقصان ہوں گے' ایک یہ کہ شیطان اس کھانے میں اپنا حصہ لگا لے گا' جس کی وجہ سے کھانے میں برکت نہیں رہے گی' کھانے کی برکت اٹھ جائے گی' دوسرا نقصان یہ کہ اس نے نعمت کو استعمال کرتے وقت منعم کا خیال نہیں رکھا' منعم پر اس کی نظر نہیں گئی' نعمت عطا کرنے والے ولی نعمت کو بھلا دیا' اور یہ اس مالک کی ناشکری ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمت کو کھاتے وقت اس کو سامنے نہیں رکھا۔ اور جب بسم اللہ الرحمان الرحیم کہو گے تو ایک تو شیطان کی شرکت سے بچ گے' دوسرے اس بات کا اقرار ہو گیا کہ یہ نعمت ولی نعمت کی طرف سے ہے یہ شکر نعمت ہے۔ پھر جب کھانا کھا لیا تو حکم ہے کہ کھانے کے بعد شکر الٰہی بجالاؤ اور یہ دعا پڑھو۔

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین

"اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا' پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا"۔

اللہ تعالیٰ کا شکر اس لئے کیا کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کی ہیں۔ ایک لقمہ ہی پر غور کر لو یہ کہاں کہاں سے چلتا ہوا تمہارے منہ تک پہنچا ہے' اور پھر تمہارے معدے تک پہنچنے میں اس نے کتنے مراحل طے کئے ہیں' ذرا سی دانت میں تکلیف ہوتی ہے تو کھانا نہیں چبایا جاتا' اس وقت پتہ چلتا ہے یہ بھی ایک نعمت ہے' حلق میں تکلیف ہوتی ہے نگلا نہیں جاتا' ہاتھ میں تکلیف ہوتی ہے۔ کھانا اٹھایا نہیں جاتا کتنے انعامات در انعامات ہیں ایک لقمہ کے اندر۔

الغرض ہر نعمت میں یہ بات پیش نظر رکھو' اور زبان سے بھی اقرار کرو کہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں' اس کا عطیہ ہیں' کھانا کھاؤ تو اس کو سامنے رکھو' کپڑا پہنو تو اس کو سامنے رکھو' دوسری جتنی نعمتیں ہیں۔ ان سب میں اس کو سامنے رکھو' اور زبان سے ان کا شکر بجالاؤ۔ اور ان نعمتوں کو مالک کی طرف منسوب کرو دوسرے واسطوں میں الجھ کر نہ رہ جاؤ۔ یہ ہے زبان کا شکر۔ شیخ فرماتے ہیں کہ دوسرا درجہ دل کا شکر ہے۔ یعنی زبان کے ساتھ ہمیشہ دل میں یہ عقیدہ رکھو کہ تمہاری تمام حرکات و سکنات تمہارا اٹھنا بیٹھنا تمہاری قوتیں اور طاقتیں' تمہاری صلاحیتیں اور تمہاری تمام چیزیں اور تمام نعمتیں سب اللہ کی جانب سے ہیں۔ دل میں بھی یہ مضمون ہمیشہ مستحضر رہے۔ تیسرا درجہ اعضاء وجوارح کا یعنی انسان کے اعضاء کا شکر' وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ تم اپنے اعضاء کو کسی کے لئے حرکت نہ دو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرو۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ مثلاً" تمہیں کسی نے بہت نفیس چاقو دیا' تم نے لے لیا اور اسی کے پیٹ میں گھونپ دیا' بہت اچھی قدر کی' ماشاء اللہ کیا اچھا صلہ دیا' اس نے محبت میں تمہیں بہت نفیس چاقو دیا تھا۔ تم نے کہا دینے والے پر ہی اس کا تجربہ کرنا چاہئے۔ کیا خوب! اللہ تعالیٰ نے تم کو مال دیا تھا' تم نے کہا اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں خرچ کرنا چاہیے۔ اللہ نے اولاد دی تھی تم نے کہا کہ اس اولاد کو اللہ کی نافرمانیوں میں استعمال کرنا چاہیے' اللہ تعالیٰ نے گھر بار دیا ہے' دوست احباب دیئے ہیں۔ نعمتیں در نعمتیں عطا فرمائی ہیں لیکن کہاں استعمال ہو رہی ہیں؟ ان نعمتوں کو کہاں استعمال کیا جا رہا ہے؟ اللہ کی نافرمانیوں میں۔ یہ ہاتھ استعمال ہو رہا ہے اللہ کی نافرمانی میں' پاؤں استعمال ہو رہے ہیں اللہ کی نافرمانی میں۔ زبان' کان' ناک' آنکھ' دل' دماغ' تمام وجود کو اللہ کی نافرمانیوں میں استعمال کیا جا رہا ہے' کیا یہی شکر ہے؟ نہیں! بلکہ شکر یہ ہے کہ آدمی اپنے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں استعمال کرے۔ ان کو نافرمانی میں نہ لگائے۔

شیخ کے بقول:

لا تحرکھا ولا تستعملہا الا بطاعۃ اللہ

کہ تم اللہ کی اجازت کے بغیر اپنے اعضاء کو حرکت نہ دو۔ اور ان کو اللہ کی اطاعت کے بغیر استعمال نہ کرو۔ اور اگر کبھی غفلت ہو جاتی ہے' کوتاہی ہو جاتی ہے' معافی مانگ لو' اپنی غلطی کا اقرار کر لو۔ ہم جتنی اللہ کی نافرمانیاں کرتے ہیں۔ ایک تو آقا کی نافرمانی ہے۔ اور غلام کو زیبا نہیں ہے کہ آقا کی نافرمانی کرے۔ تم چاہتے ہو کہ میری بیوی میری فرماں بردار ہو' بیوی تمہاری مخلوق نہیں ہے' تمہاری مملوک نہیں ہے' تمہاری ملکیت نہیں ہے' یا بکاؤ مال نہیں ہے' تمہارے برابر کی ہے' صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ساتھ تم میں جوڑ پیدا کر دیا' تمہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر فوقیت عطا فرما دی باقی اس کا اپنا مستقل وجود ہے۔ تمہارا اپنا مستقل وجود ہے۔ اس کے باوجود چونکہ تمہیں اک ذرا سی فوقیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دی۔ تم شکایت کرتے ہو کہ میری بیوی نافرمان ہے' میرے سامنے بولتی ہے' کہا نہیں مانتی۔ بندہ نواز! کیا آپ اللہ تعالیٰ کا کہا اسی طرح مانتے ہیں جس طرح اپنی بیوی سے منوانا چاہتے ہیں۔ اپنی اور اللہ تعالیٰ کی نسبت کو ذرا دیکھو کہ کیا ہے' اور پھر ذرا اپنی اور اپنی بیوی کی نسبت دیکھو۔ تم سب کچھ اللہ تعالیٰ سے لے کر اللہ کی نافرمانی میں لگاتے ہو'

ایک تو وہ آقا اور مالک ہے اور بندے کو زیبا نہیں کہ اس کی نافرمانی کرے۔ بندے کا کام بندگی بجالانا ہونا چاہیے نہ کہ بندگی کے خلاف کرے۔ بندے کا کام نیاز مندی اور جھکنا ہے نہ کہ اکڑنا اور تکبر کرنا۔ بندے کا کام اطاعت ہے نہ کہ معصیت' نافرمانی اور حکم عدولی۔ دوسرے اس بات کو بھی جانے دو۔ ایک منٹ کے لئے فرض کرلو کہ اللہ تعالیٰ کے درمیان اور تمہارے درمیان بندے کا اور خدا کا تعلق نہیں ہے تو اتنی بات تو ہے کہ یہ تمام نعمتیں تمہیں اسی کی طرف سے ملی ہیں اور

الانسان عبدالاحسان"

عربی کا مقولہ ہے کہ انسان احسان کا غلام ہوتا ہے۔ تم پر کوئی احسان کرے تو تم ساری عمر نہیں بھولتے ہو اور بھولنا بھی نہیں چاہئے۔ تو حق تعالیٰ کی طرف سے تو تمام کی تمام نعمتیں ملی ہیں ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی میں استعمال نہ کیا جائے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ یہ تین قسم کا شکر ہے اگر تمہیں شکر کا مقام حاصل ہوجائے گا تو تمہارا نام شاکرین کی فہرست میں لکھ لیا جائے گا' نعمتوں کو اللہ کی طرف منسوب کرو' اور تمہارے دل میں بطور عقیدے کے یہ مضمون مستحضر رہے۔ کہ یہ سب کچھ مالک نے عطا کیا ہے' میرے پاس میرا اپنا کچھ نہیں ہے۔ زبان سے تو کبھی کبھی ہم بھی کہہ دیتے ہیں' لیکن محض رسماً" کہتے ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے وعدے کے طور پر نہیں کہتے۔ اپنی حول کے دعوے سے اپنی طاقت سے اپنے ہنر سے اور اپنے سے نکل جاؤ' جو کچھ ہے اس کو مالک کا سمجھو' عقیدے کے طور پر اس کا استحضار رکھو اور پھر جب یہ عقیدہ دل کی گہرائیوں میں پیوست ہوجائے اور ہر بن مو میں سرایت کرجائے تو اب آگے بڑھو اور اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرو۔ اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرو۔ جب یہ ہوگا تو شاکرین میں لکھ دیئے جاؤ گے۔ اور شکر کرنے والوں کا بہت اونچا مقام ہے اور شکر پر اللہ تعالیٰ شانہ' کی طرف سے بڑے درجات عطا کئے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے' ایک چیز جو ہم پر عقلاً" واجب تھی' اس کے بجالانے پر انعام دے رہے ہیں۔ ایک چیز آپ نے مجھے دے دی' میں نے اس کے جواب میں کہہ دیا شکریہ۔ فرمایئے کہ کیا مجھے انعام ملنا چاہیے کہ میں نے شکریہ کہہ دیا تو کیا میں اس پر انعام کا مستحق ہوگیا؟ جب تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور منعم حقیقی حق تعالیٰ شانہٗ جل مجدہ' ہیں اگر ہم شکر بجالائیں۔ تو یہ نعمت کا حق ہے اس کا شکر بجالانے پر مزید انعام کیسا؟ اور اگر ہم کفران نعمت کریں تو یہ ہماری نالائقی ہے۔ لیکن مالک کی عجیب شان ہے۔ عجیب رحمت ہے۔ عجیب فیاضی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر تم ہماری نعمتوں کا شکر کروگے۔ تو ہم تمہیں اس شکر پر بھی انعام دیں گے۔

لئن شکرتم لازیدنکم

"اگر تمہیں شکر کروگے تو ہم تمہیں اور نعمتیں عطا فرمائیں گے"۔ اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو کس قدر محبوب رکھتے ہیں اس کا اندازہ اس حدیث شریف سے ہوگا۔

فرمایا الطاعم الشاکر بمنزلۃ الصائم الصابر

(ترمذی)

یعنی ایک آدمی کھاکر شکر کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے ایک آدمی روزہ رکھ کر صبر کرے"۔

کھاکر شکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ وہ ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جو روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کو عطا فرماتے ہیں۔ کوئی حد ہے اس انعام و احسان کی' اس لطف و کرم کی۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروگے اور ان تینوں قسم کے شکر بجالاؤ گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے شاکرین بندوں میں لکھے جاؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گذار بندوں کے لئے بہت سے انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک انعام جو سب سے بڑا انعام ہے وہ اپنی رضا کا مرتب کرتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ' شکر کرنے والے بندوں سے راضی ہوجاتے ہیں۔ مقام رضا اس کو نصیب ہوجاتا ہے۔

یہ وہ حالات تھے جو آدمی کی خواہش کے موافق پیش آتے ہیں ان کو نعمت کہا جاتا ہے۔ ان پر شکر بجالاؤ لیکن کبھی کبھی الٹ بھی ہوتا ہے کوئی تکلیف پہنچی کوئی مصیبت پہنچی' کوئی آفت پہنچی' کوئی پریشانی ہوئی' جو ہمیں ناگوار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے۔ کہ مٹھائی کھانا چاہتے ہو۔ یا کبھی مرچیں بھی کھائی ہیں' کبھی منہ کا ذائقہ بھی بدلا ہے؟ یا بچوں کی طرح میٹھا کھانے ہی کے عادی ہو؟ کبھی کبھی ناگوار حالات بھی پیش آتے ہیں بعض ان حالات کا پیش آنا بہت ضروری ہے اس میں بھی حق تعالیٰ شانہ' کی حکمت کے بے شمار اسرار ہیں' بلایا ہیں' مصائب ہیں' تکالیف ہیں' اور حق تعالیٰ نے پہلے سے اعلان کردیا ہے۔ تاکہ جب یہ ناگوار حالات پیش آئیں تو ان کو سہارنے کی ہمت پیدا ہوجائے اور ان پر صبر کرنا آسان ہوجائے چنانچہ ارشاد ہے: ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات کہ "ہم تمہاری آزمائش کریں گے۔ کچھ خوف کے ذریعہ' تھوڑی سی بھوک دے کر' جان میں' مال میں' اولاد میں کچھ کمی دے کر"۔ کبھی جان کا نقصان' کبھی مال کا نقصان' کبھی اولاد کا نقصان' کبھی بھوک' کبھی خوف' کبھی فقر' کبھی تکلیف' دکھ' بیماری' پریشانی ہم تمہیں آزمائیں گے' ہم نے تمہیں پہلے سے جتادیا کہ تمہیں کیا کرنا ہوگا' ان ناگواریوں پر صبر کرنا ہوگا۔

وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

"اور خوش خبری دے دیجئے صبر کرنے والوں کو۔ صبر کرنے والے لوگ۔ وہ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں"۔ مالک کو مال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ پرانا کپڑا پہنا ہوا ہے"۔ آپ اس کے مالک ہیں اگر آپ اسے کسی کو دے دینا چاہتے ہیں۔ یا اس کو کسی اور طریقے سے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو اس کپڑے کو کیا شکایت ہوسکتی ہے' بھئی یہ مالک ہے اور مالک اپنی ملکیت میں جو چاہے تصرف کرے' مالک کو کامل طور پر اپنے

مال میں تصرف کا حق حاصل ہے' اور یہ تمام عقلاء کا مسلمہ اصول ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم مالک حقیقی نہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ تمام نعمتیں اللہ کی جانب سے ہیں' اللہ کی عطا ہیں' عطا بھی مستعار' امانت کے طور پر دی گئی ہے' جب چاہیں واپس لے لیں گے' یہ تمہیں ہمیشہ کے لئے لکھ کر نہیں دے دی' جس مکان میں رہتے ہو جب چاہیں گے اس کو تم سے چھین کر دوسروں کو دے دیں گے' خود تمہارے وجود کے اندر جو نعمتیں تمہیں دی گئیں یہ بھی تم سے واپس لے لیں گے' اس لئے کہ وہ مالک ہیں۔ ہم اول تو مالک نہیں یعنی جو چیز ہماری کہلاتی ہیں ہم واقعتاً ان کے مالک نہیں۔ بلکہ یہ مانگے کی چیزیں ہیں' اور پھر یہ ہمیں ہمیشہ کے لئے نہیں دی گئیں۔ بلکہ مستعار ہیں۔

انا للہ بیشک ہم اللہ کے ہیں' اللہ کا مال ہیں۔

حضرت ابو طلحہؓ حضرت رافع بن مالکؓ کے سوتیلے والد ہیں ان کا ایک بچہ بیمار تھا' یہ کام سے گئے ہوئے تھے' پیچھے بچے کا انتقال ہو گیا' شام کو واپس آئے تو گھر والی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ان کی اہلیہ حضرت ام سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ ہیں' وہ کہنے لگیں کہ بچہ ٹھیک ہے' انہوں نے اطمینان سے کھانا کھایا' لیٹ گئے' رات کو میاں بیوی ملے بھی' صبح ہوئی تو ام سلیمؓ نے حضرت ابو طلحہؓ سے کہا کہ ایک مسئلہ پوچھنا تھا' انہوں نے کہا کیا مسئلہ؟ کہنے لگیں یہ جو میرے ساتھ والی پڑوسن ہے ان سے میں نے کچھ زیور لے لیا تھا' اب وہ واپس مانگ رہی ہے' مگر میرا جی چاہتا ہے کہ میں اسے واپس نہ کروں' کہنے لگے واپس کیوں نہ کرو' جب یہ زیور ہمسائی کا ہے اور تم نے مانگے کے طور پر ہمسائی سے لے لیا تھا تو واپس کیوں نہ کرو' کہنے لگیں کہ مجھے اچھا بہت لگتا ہے' کہنے لگے اللہ کی بندی! جب اس کا ہے اور وہ واپس مانگ رہی ہے تو تمہیں اچھا لگے یا برا لگے اس کو واپس دے دینا چاہئے۔ ایسے ہی بھولی سی بن کر کہنے لگیں۔ اچھا واقعی واپس کر دینا چاہیے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ کیا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ جب تم نے ایک چیز مستعار لی ہے۔ اور مالک اس کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہے تو تم اس کو کیسے روک سکتی ہو؟ کہنے لگیں وہ تمہارا بیٹا اللہ کی امانت تھا۔ وہ فوت ہو چکا ہے مالک نے اپنی امانت واپس لے لی ہے۔ اس کو دفن کر دو یہ سن کر حضرت ابو طلحہؓ بہت برہم ہوئے' کہنے لگے مجھے رات بتا دیتیں' کہنے لگیں میں نے سوچا تھک کے آئے ہیں اب دفن کرنے کا وقت تو ہے نہیں۔ اب بتاؤں گی' تو خواہ مخواہ ساری رات پریشان ہوں گے' کیا فائدہ' صبح بتا دوں گی۔ بچے کو تو جنازہ پڑھنے کے بعد دفن کر دیا' تدفین کے بعد حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا یہ واقعہ ذکر کیا۔

اس خاندان کو نبی کریم ﷺ سے بہت خصوصیت تھی' بڑا ہی تعلق تھا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ نے حلق کرایا سر کے موئے مبارک اترے تو دائیں جانب کے آدھے بال حضرت ابو طلحہؓ کو بلوا کر عنایت فرمائے' فرمایا تمہارے ہیں' اور پھر بائیں طرف کے بال اتارے تو ابو طلحہؓ کو دے کر فرمایا یہ لوگوں میں ایک ایک دے دو بال سب میں تقسیم کر دو۔ آدھے سر مبارک کے بال صرف ابو طلحہؓ کے پاس رہے' اور آدھے پورے مجمع میں ایک ایک دو دو تقسیم کئے گئے۔

بہر حال حضرت ابو طلحہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت ﷺ کو ام سلیمؓ کا قصہ سنایا۔ واقعہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کے نتیجے میں ان کو بیٹا عطا فرمایا۔ جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا۔ اور ان کے صاحبزادے کے نو بیٹے قرآن کریم کے حافظ اور عالم ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

تو صبر کے کیا معنی ہیں؟ صبر کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شکایت نہ کرو' بلکہ یہ مضمون ذہن میں رکھو۔

" انا للّٰہ وانا الیہ راجعون"

"یعنی ہم اللہ کا مال ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے ہیں"

اللہ کا مال تھا اللہ نے لے لیا۔ اور ہم بھی اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں' ہم بھی اسی کے پاس جانے والے ہیں۔ اس میں دو مضمون ذکر کر دیئے۔ ایک یہ کہ اگر یہ نعمت چھن گئی تو ہم خود چھننے والے ہیں' نہ صرف یہ کہ یہ نعمت پائیدار نہیں تھی۔ خود ہمارا وجود بھی پائیدار نہیں ہے۔ پھر اس پر اتنا غم کیوں کیا جائے۔ اور دوسرے یہ کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں پہنچنے والے ہیں تو ہمیں تمام تکالیف' تمام مصائب اور تمام پریشانیوں کا اجر اور بدلہ عطا فرمائیں گے۔

حدیث شریف میں فرمایا ہے۔

مایصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی وغم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ

(مشکوٰۃ بروایت بخاری و مسلم)

مسلمان کو کوئی تکلیف' کوئی بیماری' کوئی پریشانی' کوئی غم' کوئی ایذاء' کوئی صدمہ پہنچے' حتیٰ کہ اس کے کانٹا بھی چبھے' اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمان کے گناہ جھاڑ دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا ہے۔

یود اھل العافیۃ یوم القیامۃ حین یعطی اھل البلاء الثواب لو ان جلودھم کانت قرضت فی الدنیا بالمقاریض

قیامت کے دن جب اہل مصیبت کو ثواب عطا کیا جائے گا تو عافیت والے لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش ان کے چمڑے دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے (اور یہ ثواب ان کو مل جاتا)

تو یہ اللہ تعالیٰ کا انعام و احسان ہے کہ بندہ مومن کو جو تکلیف پہنچتی ہے اور اس پر وہ صبر کرتا ہے'

باقی صفحہ ۳۶ پر

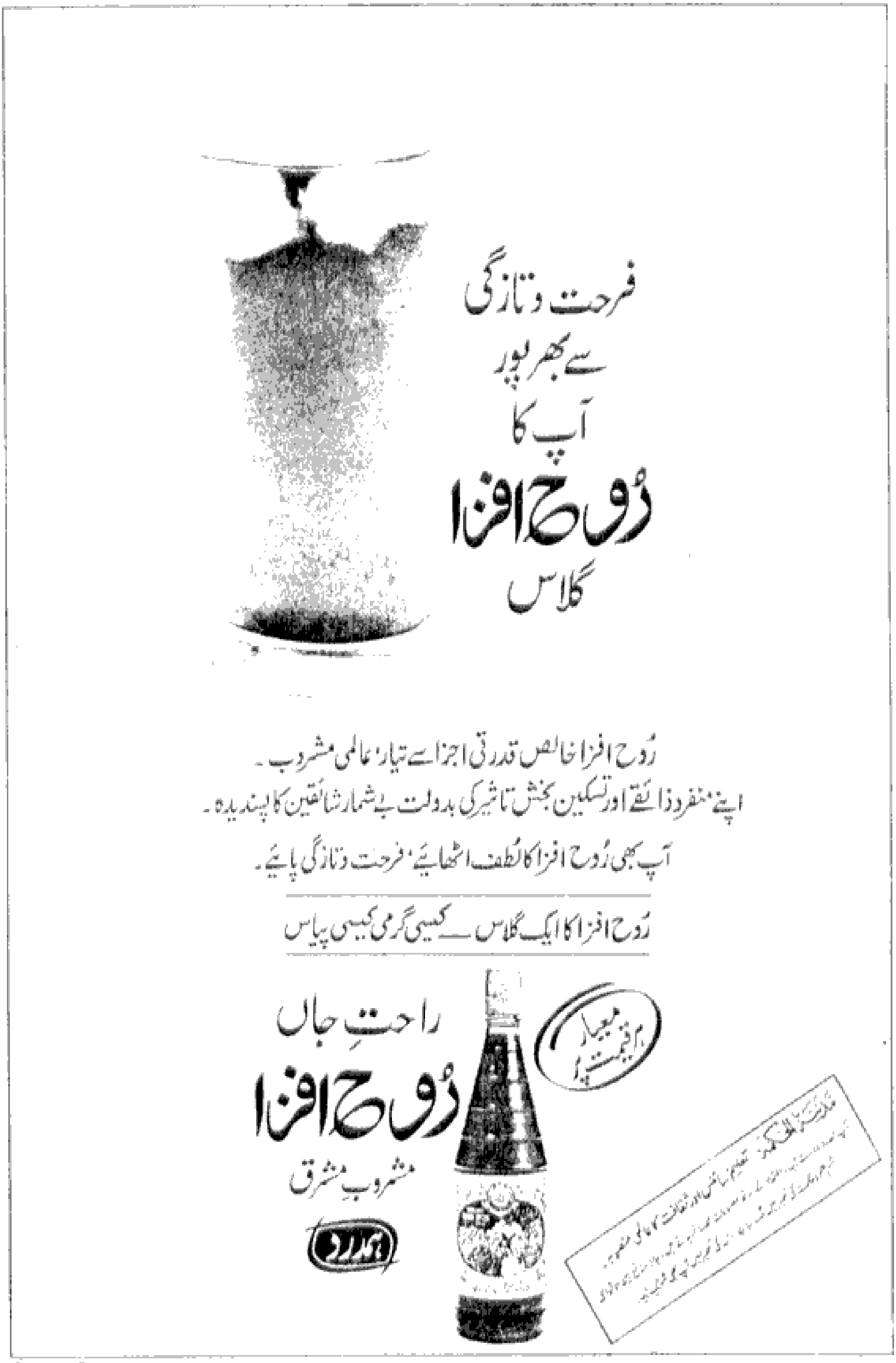

Adarts-HRA-13/96

مولانا سید ابوالحسن ندوی

دُنیا کی موجودہ کشمکش اور اُس کا علاج

ہمت شکن تجربے

اس وقت دنیا کی تقسیم بڑی بے رحم ہیں' پہلے سلطنتوں اور قوموں نے ملکوں کو بانٹا تھا' مگر اب سیاسی تحریکوں نے قوموں اور ملکوں کو بانٹ دیا ہے' مذہب کی آڑ میں ایسے فتنے نہیں تھے' جتنے آج کی مہذب دنیا اور جمہوری دور میں نظر آرہے ہیں' آج کے سیاسی پلیٹ فارم لوگوں کو جدا کرنے کے لئے یا اپنے گروپ بڑھانے کے لئے مخصوص ہیں' لیکن اب بھی بے غرضی سے پکارا جاتا ہے تو لوگ اب بھی جواب دینے کو تیار ہیں' ابھی اس کا امکان ہے کہ سیاسی پلیٹ فارم کے علاوہ بھی لوگ جمع ہو جائیں' ہم نے خاص انسانی مسئلوں پر غور کرنے کی دعوت دی' ہمارا دل بہت خوش ہے کہ آپ نے دعوت قبول کی' آپ کا سیاسی تحریکوں سے گھبرانا تعجب نہیں' انسان اپنے تجربوں ہی سے نتیجے نکالتا ہے' آدمی بار بار جن چیزوں سے فائدہ ہوتے دیکھتا ہے' اس سے قاعدہ بنالیتا ہے' آج اغراض کے لئے جمع کرنے کی عادت ہے' آپ ہم پر بھروسہ کریں ہم کسی پارٹی کے ماؤتھ پیس یا لاؤڈ اسپیکر نہیں ہیں۔ ہمارے سامنے خالص انسانیت کا مسئلہ ہے۔

اقتدار کی ہوس

اس وقت کا انسان اصل بگاڑ سے آنکھیں بند کر کے کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہو رہا ہے' لیکن میرے اہتمام سے ہونا چاہئے' جو کچھ ہو' میری نگرانی اور چودھراہٹ میں ہو' بد اخلاقی' بے مروتی' چور بازاری' دولت سمیٹنے کی ہوس سب ٹھیک ہے لیکن اس کی تولیت ہمارے سپرد ہو تو خوب ہے' آج سب کے دل کی خواہش یہی ہے اور جب بھی کسی کے ہاتھ میں انتظام آیا ہے تو اس نے لوٹ پھیر کر وہی نظام قائم رکھا اور تھوڑی ترمیم کی بعد بات وہیں رہی جہاں تھی' بگاڑ کے سمجھنے میں مختلف پارٹیوں میں کچھ

زیادہ بنیادی اختلاف نہیں' کوئی نہیں کہتا کہ وہ سب کچھ جو ہو رہا ہے' نہیں ہونا چاہئے بلکہ سب کا کہنا یہ ہے کہ جو ہو رہا ہے' ہمارے ماتحت اور ہماری سرپرستی میں ہونا چاہئے گویا اس پر اعتراض نہیں کہ کار خانہ غلط ہے بلکہ اس پر غصہ ہے کہ ہمارا سایا اس کے سر پر نہیں۔

عالمی جنگوں کی حقیقت

دنیا کی بڑی جنگیں اسی بنیاد پر لڑی گئیں۔ فرانس' انگلستان' جرمنی' روس امریکہ وغیرہ سب اسی سبب کو لیکر اٹھے' انہوں نے لفظوں کو آڑ بنا کر یہ مطالبہ کیا کہ نو آبادیات کا انتظام دوسروں کے سپرد کیوں ہے' اور دوسری قوم ہمیشہ کیوں حاوی رہے' انسانیت کے درد سے بے قرار ہو کر ان میں سے کوئی نہیں اٹھا تھا ان میں کوئی حضرت مسیح کا مذہب جاری کرنے اور دنیا کی ساتھ انصاف کرنے' فسق و فجور اور ظلم و زیادتی مٹانے نہیں اٹھا تھا' نہ انگریز نہ جرمن نہ روس' نہ امریکہ' انہیں اچھے برے' ظلم و انصاف' حق و باطل سے کچھ بحث نہ تھی' حاشا وکلا انہوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہم دنیا کو صحیح نظام زندگی دیں گے اور انسانیت کی خدمت کریں گے' ان کے پیش نظر یہ تھا کہ ہم لوگ سونے چاندی کی گنگا بہائیں گے اور ملکوں کے ذخیرے اور دولتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔

انسانیت کے مجرم

وہ دنیا پر اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتے تھے' یہ سب ایک نظام زندگی پر ایمان لائے تھے کہ تمام دنیا کو پامال کر کے انسانوں کی لاشوں پر عیش و عشرت کی محفل رچائیں گے اور آدمیت کے ملبہ پر اپنی قومی شوکت کا محل بنائیں گے' سب ترسے ہوئے ندیدے' دولت کے بھوکے' خواہشات کے غلام' شراب خوار' قمار باز' خدا کو بھولے ہوئے فطرت صحیح کے خلاف بغاوت کرنے والے تھے' دل رحم سے خالی' انسانیت کے درد سے عاری' انہیں کے نقش قدم پر آج قوم اور ملک' ذاتیں اور برادریاں' سیاسی پارٹیاں' قومی ادارے اور قوم پرست حکومتیں چل رہی ہیں' سب کا جذبہ یہ ہے کہ ہم اور ہمارے رفیق اور ساتھی اور عزیز و احباب موج کریں وہ موجودہ حالت کو قبول کر لیتے ہیں ان کو صورت حال سے کوئی اختلاف نہیں' صرف ان لوگوں سے اختلاف ہے جن کے ہاتھ میں باگ ڈور ہے' وہ دنیا بدلنا نہیں چاہتے صرف اس کی امامت و قیادت بدلنا چاہتے ہیں ان کی کوشش صرف یہ ہے کہ دوسروں کی جگہ ہم آجائیں' آپ کے یہاں مقامی انتخابات ہوتے ہیں' ڈسٹرکٹ بورڈ' میونسپلٹی' ٹاؤن ایریا وغیرہ کے نئے انتخابات میں۔ نئے نئے لوگ آتے ہیں لیکن کیا کوئی ذہنیت' نیا اصول زندگی' نیا جذبہ خدمت اور نیا جذبہ اصلاح لے کر آتا ہے' یا کوئی نیا بورڈ یا کمیٹی' بد اخلاقیوں کی روک تھام کر لی ہے' انسانوں کی بے لاگ خدمت کرتی ہے ہم تو یہ جانتے ہیں کہ یہ سب ایک ہی ذہن ایک ہی اصول زندگی اور ایک

ہی جذبہ لے کر آتے ہیں' اسی کا نتیجہ ہے کہ صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی' زندگی کی خرابیاں اور سوسائٹی کے جھول جوں کے توں رہتے ہیں۔

زندگی کا نقشہ سرے سے غلط ہے

اس کے برخلاف پیغمبر کہتے ہیں کہ سرے سے زندگی کا نقشہ ہی غلط ہے' اسے ادھیڑ کر پھر سے بناؤ' اس میں پھر سے رنگ بھرو' اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک شیروانی سلی سلائی لے لی وہ اس کے جسم پر چست نہیں ہوتی' وہ اس کو ادھر ادھر سے کترتا ہے' کھینچتا ہے پیغمبر کہتے ہیں کہ یہ بخئے غلط لگ گئے ہیں' جب تک یہ بخئے رہیں گے' اس میں جھول ہی جھول رہیں گے اسے ادھیڑ کر پھر سے بناؤ۔

سیاسی رشوت

آج ساری دنیا نے انسان کو اپنی خواہشات میں آزاد مان لیا ہے' ان غلط خواہشات کے خلاف جذبہ پیدا کرنے کے بجائے آج ساری پارٹیاں اسے رشوت دے رہی ہیں' خواہشات کی رشوت' اخلاقی رشوت اور ایک دوسرے سے بڑھ کر کہہ رہی ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں نظام حکومت آگیا تو ہم تمہاری خواہشات کو پورا کریں گے اور تم کو عیش و ترقی کا پورا پورا موقع دیں گے' اگر اپنی خواہشات کی تکمیل اور آزادی چاہتے ہو تو ہمیں ووٹ دو' آج ہر ایک یہ کہہ رہا ہے کہ ہم اقتدار پاکر تمہارے تعیشات میں اضافہ کریں گے' تمہارا معیار زندگی تمہارا اونچا کریں گے' گویا کہ انہوں نے مٹھائیاں دے کر بچوں کی عادت بگاڑ دی' انہوں نے ان کو مٹھائیوں پر لگا دیا' دنیا کے انسان بچے ہیں' پارٹیاں اور حکومتیں انہیں خواہشات کی ہوا دے رہی ہیں' اور ان کی عادتیں بگاڑی جا رہی ہیں' انسان کا حال یہ ہے کہ جتنا اسے دیئے جاؤ وہ اور مانگتا جاتا ہے' فلم آتے ہیں تو اس کی ہوس اور بڑھتی ہے' یہ اور زیادہ ہیجان چاہتا ہے' اور زیادہ عریاں تصویریں مانگتا ہے یہ دنیا کی انسانی خواہشات پر لگام نہیں لگاتے بلکہ ان کی ہوس کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔

پیغمبروں کا طریقہ

پیغمبروں کا یہ راستہ نہیں وہ خواہشات میں اعتدال و توازن پیدا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کی خواہش پورا کرنے کی کوشش غیر فطری ہے' پیغمبر کہتے ہیں کہ انسانوں کا چٹورپن خطرناک ہے' اس کو چھڑانا چاہئے چاہے بچہ کا دل برا ہو' چاہے وہ کچھ دیر روئے اور مچلے اس کو برداشت کرنا چاہئے اور صحیح راستہ پر لگانا چاہئے' یہ غلط فلسفہ ہے کہ خواہشات کو بریک نہ لگایا جائے اور ان کو شہہ دی جاتی رہے' اور جب ان کا فساد ظاہر ہو جائے تو پھر حیرت سے دیکھا جائے اور شکایت کی جائے۔

بے لگام بازی

سیاسی پارٹیوں کا نظام غلط ہے کہ اس زندگی کے نظام کو قبول کر لیا جائے' منہ زور گھوڑا' بے لگام اور غلط گھوڑا انسانیت کی کھیتی کو روندتا چلا جا رہا ہے' آج تمام پارٹیاں' اس کا سائیس بننا چاہتی ہیں' منہ زور بے لگام گھوڑوں کی ریس ہے' کیا ان کے سامنے انسانی ضمیر کی کوئی قیمت ہے' انسانی ہمدردی کا کوئی جذبہ ہے' یورپ و امریکہ ہمدردی اور مساوات کا نام لیتے ہیں' ان کی ہمدردی کے پیمانے ہم سب کو معلوم ہیں' بے چارے باہر سے ہمدردی کرنا چاہتے ہیں اور اندر وہی ہوس کا بھوت ہے' ظلم کے وہاں بڑے عجیب و غریب طریقے ہیں۔

عہدہ کا اہل کون؟

ہم کہتے ہیں کہ زندگی کا راستہ منزل سے بہت دور جا پڑا جب تک خدا کا یقین نہ پیدا کیا جائے' سدھار نہیں ہو سکتا اس کے بغیر ہم ظالم کو محتاط اور ہمدرد نہیں بنا سکتے' میں الل ٹپ آپ کے سامنے نہیں آگیا میں مطالعہ کے بعد کہتا ہوں کہ جب تک آپ یقین نہ پیدا کریں انسانیت کے اصل ماڈل تک نہیں پہنچ سکتے' اس کے اندر سے عزت و عہدہ کی محبت' دولت کی محبت نکال دیجئے اور ایثار و قربانی اور دوسروں کے لئے کھلنے کا جذبہ پیدا کیجئے' محمد رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا کہ عہدہ اسے ملے گا جو اس کا خواہشمند نہ ہو یہ تھی کوالیفیکیشن (قابلیت) آج اس کے برخلاف بے حیائی سے خود اپنی قصیدہ خوانی کر کے حکومت بنائی جاتی ہے۔

صحابہ کرام کا کردار

صحابہ کرام اس سے بھاگتے تھے' حضرت عمرؓ معافی چاہتے ہیں کہ اس ذمہ داری کے بوجھ سے مجھے معاف رکھا جائے انہیں مجبور کیا جاتا تھا کہ آپ دست بردار ہو گئے تو کون انتظام کرے گا' وہ جب تک کرتے تھے' تو اسے بڑی ذمہ داری اور بوجھ سمجھتے تھے اور جب سبکدوش ہوتے تو بڑا سکون محسوس کرتے تھے' حضرت خالدؓ کو سپہ سالار اعظم بنایا گیا تھا' سب طرف ان کی دھاک بیٹھی تھی' عین محاذ پر ایک معمولی سا پرچہ مدینہ سے آتا ہے کہ خالد برطرف کئے جاتے ہیں اور ان کی جگہ ابو عبیدہ مقرر کئے جاتے ہیں' تو ذرا بھی ملال نہیں ہوتا' بڑی فراخ دلی سے کہتے ہیں کہ اگر میں اس کام کو عبادت سمجھ کر کرتا تھا تو اب بھی انجام دوں گا' اور اگر عمر کے لئے کرتا تھا' تو کنارہ کش ہو جاؤں گا پھر لوگوں نے دیکھا کہ وہ اسی ذوق و شوق سے اپنے کام میں مشغول رہے' اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

عزت کی ہوس اور دولت کا بھوت

آج سیاسی پارٹی سے کسی کو الگ کر دیا جاتا ہے تو پہلے نکلنے کا نام نہیں لیتا اڑا رہتا ہے' فتنہ مچاتا ہے' اور اگر الگ ہوتا ہے تو دوسری سیاسی پارٹی بنا لیتا ہے' یہ کیوں؟ اس لئے کہ عزت کی ہوس' دولت کا شوق اور بڑائی کا خیال دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے پس جب تک موجودہ زندگی کا سانچہ نہیں بدلتا سدھار مشکل ہے' میں آپ کو صاف صاف زندگی کی حقیقتیں بتلا رہا ہوں' خدا کا خوف اور اس کی رضا کا شوق پیدا کیجئے' روحانی اخلاقی زندگی پیدا کیجئے' زندگی سے لطف اندوز

ہونے کا شوق ہو زندگی کا آئیڈیل بن گیا ہے اسے چھوڑیئے۔

ضرورت اور خواہش

انسانی ضروریات کی فہرست بہت لانبی نہیں، فضولیات کی فہرست بہت لانبی ہے، سب نے اپنی بنیاد اس پر رکھی ہے کہ زندگی کے عیش کو مقصود بناؤ، معدہ اور نفس کو معبود بنالو، خدا کو نہ مانو، اس کی بالادستی کا انکار کرو، انسان کو ایک ترقی یافتہ جانور تسلیم کرو اور اس کی زیادہ سے زیادہ خواہشات کو پورا کرو، یہ سب اسی کا فساد ہے جب تک یہ بنیاد باقی ہے ہزار کوششوں کے باوجود سدھار ناممکن ہے، کسی شہر اور ملک کی تو کیا ایک میونسپلٹی کے رقبہ کی اصلاح بھی نہیں ہوگی۔

غلط اجزا سے صحیح مجموعہ کیسے بن سکتا ہے

آج انسانی افراد اور سوسائٹی کے اجزا، خراب اور ناقص ہیں، غلط بنیادوں پر ان کا اٹھان ہوئی ہے، اور غلط طریقہ پر ان کی تربیت اور نشوونما ہوا ہے نتیجہ یہ ہے کہ آج سارے انسانی مجموعہ خراب ناقص اور کمزور ہیں۔ جماعتیں افراد سے بنتی ہیں جب تک افراد درست اور صالح نہیں ہوں گے جماعتیں اور جماعتی کام کیسے درست ہو سکتے ہیں افراد کا سوال چھیڑا جائے تو لوگ چڑتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں اور اس مسئلہ کو ٹال دینا چاہتے ہیں وہ اس خیال خام میں مبتلا ہیں کہ اجتماعی حالت میں یہ نقص خود بخود دور ہو جائے گا۔ عجیب لطیفہ ہے کہ جب اینٹیں بھٹہ سے نکلیں تو کہنے والے نے کہا کہ یہ کچی ہیں یہ کھنگر ہیں یہ اینٹیں اچھی نہیں، یہ عمارت کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی آپ نے جواب دیا کل بن جائے وہ وہ سب اچھی ہو جائیں گی لیکن خراب اور ناقص اجزاء سے ایک اچھا مجموعہ کیسے تیار ہو سکتا ہے، برے مہروں سے ایک اچھی بازی کیسے بن سکتی ہے، خراب تختوں سے ایک اچھا جہاز کیسے بن سکتا ہے، ہم کہتے ہیں، یونٹ خراب ہیں، مسالہ خراب ہے، اس سے اچھی بازی کیسے بنے گی، اس سے اچھی میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کیسے بنے گا آج ساری دنیا میں یہی ہو رہا ہے تو کوئی نہیں دیکھتا اور نتیجہ کو دیکھ کر کوفت ہے، کیا یہ ناسمجھی کی بات نہیں پیغمبر تختے بناتے ہیں، یونٹ بناتے ہیں اینٹیں بناتے ہیں ان کی تعمیر پائیدار، صالح اور جاندار ہوتی ہے وہاں دھوکہ نہیں ہوتا۔

آج تعلیم گاہوں میں بھی اس حقیقت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے، یقین اور اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کہیں نہیں کی جا رہی ہے، افراد کی تربیت کا انتظام کہیں نہیں، ہر جگہ سے غیر تربیت یافتہ افراد کی کھیپ کی کھیپ نکل رہی ہے، آج طالب علم ہر کام کر سکتا ہے، اس لئے کہ اس کی کوئی تبدیلی نہیں کی گئی میونسپلٹی میں کون لوگ ہیں، ڈسٹرکٹ بورڈ میں کون لوگ ہیں، سارے نظام پر اس طرح کے لوگ حاوی ہیں انہیں کے ہاتھ میں زندگی کی باگیں ہیں، آج اکثر انسان انسان نہیں، انسان نما ہیں۔

خوف خدا کی اہمیت

حقیقت ظاہر ہو کر رہتی ہے چاہے اس پر کتنا طمع چڑھا دو، گدھے نے شیر کی کھال پہن لی تھی لیکن جب خطرہ سامنے آیا تو حقیقت سے اپنی بولی بول دی، آج سب جگہ یہی ہو رہا ہے، اندر کی چیز باہر آ رہی ہے، آپ میں سے بہت سے بھائی انتھک کوشش کر رہے ہیں، آپ میں سے بہت سے مخلص ہیں، لیکن کیا کبھی آپ نے نیچے سے سدھار کی کوشش کی، لوگ پارٹی کے اقتدار کے پیچھے پڑے ہیں، لیکن کرنے کا کام یہ تھا کہ آدمیت کا احترام پیدا ہو، خدا کا خوف پیدا ہو۔

خدا کی بستی دکان نہیں ہے

خدا کی بستی کو دکان سمجھ لیا گیا، ہر ایک دوسرے سے گاہک سمجھ کر معاملہ کرتا ہے، یہ تاجرانہ ذہنیت تباہ کن ہے آج سب طرف لینا ہی لینا عام ہے کہیں استاد شاگردوں کی کشاکش، کہیں مزدوروں اور کارخانہ داروں میں چپقلش، یہ سب کیوں؟ یہ سب اسی تاجرانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے، پیغمبروں کا کہنا ہے کہ سب کے سب کا ایک دوسرے پر برابر حق ہے اور سب کے ذمہ فرائض ہیں فرائض ادا کرنے میں مستعد ہوں اور حقوق حاصل کرنے میں فراخ دل، ہم یہی کہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی یہی کرنے لگیں تو فضا بدلے گی زندگی کا لطف آئے گا، آج لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے ہر ایک کی نگاہ تجوری پر ہے انسان کی مجبوری پر نہیں۔

ہمارا وجود ہر پارٹی سے زیادہ ضروری ہے

ہم اپنے پیغام کو ہر پارٹی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں، اور ہمارا وجود ہر پارٹی سے زیادہ ضروری ہے، کیونکہ ہمارا کام ہو گیا تو انسانیت کا مہکتا ہوا گلدستہ بنے گا، آج کانٹے پیدا ہو رہے ہیں، آج انسان عنقا ہے، ہم کہنے آئے ہیں کہ انسانیت کی بہار لاؤ، انسانیت کو نکھارو، آج انانیت کے درخت سے کانٹے اور کسیلے پھل پیدا ہو رہے ہیں، آپ انسانیت کے میٹھے پھل پیدا کیجئے ہم آپ کے کانوں میں روڑے اٹکانے نہیں آئے، ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ انسانیت کی خبر لیجئے، ہم اس بگڑی ہوئی دنیا کے خلاف خلش پیدا کرنے آئے ہیں، کاش یہ چبھن پیدا ہو، یہ پیغمبروں کا کام ہے جسے ہم یاد دلانے آئے ہیں، کوئی دماغ تک رہ جاتا ہے کوئی پیٹ تک پہنچ جاتا ہے، کوئی کپڑوں اور مکان میں اٹک کر رہ جاتا ہے، لیکن مذہب خدا کے یقین اور محبت کے ساتھ دل میں اتر جاتا ہے، اور وہ آنکھوں کی کھٹک اور جلن دور کرتا ہے، آنکھوں کی سوئیاں نکالنا پیغمبروں ہی کا کام ہے، انہیں کی محنتوں سے دل کی پھانسیں نکلیں اور دلوں کو اطمینان ملا۔

تمہاری حیثیت ایجنٹ یا ملازم کی نہیں داعی اور رہبر کی ہے

ہم مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم نے پیغمبروں کے کام اور پیغام کی بڑی ناقدری کی، تم مجرم ہو، تم

باقی صفحہ ۲۹ پر

اخبارِ ختم نبوّت

کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان یک روزہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد

سکھر (نمائندہ ختم نبوت حافظ محمد رمضان) کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت سکھر کی طرف سے ۴ جولائی ۱۹۹۶ء بروز جمعرات عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سکھر کے تاریخی میونسپل اسٹیڈیم میں منعقد کی گئی۔ کانفرنس کے انعقاد سے سکھر ڈویژن کے عوام کی وہ دیرینہ خواہش پوری ہو گئی جس کی تڑپ و تمنا اور حسرت سکھر ڈویژن کے عوام گزشتہ گیارہ سال سے دلوں میں لئے ہوئے تھے کیوں کہ اس پرفتن دور میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عطا کیا ہے کہ ہر مسلمان کی خواہش کے مطابق تمام مکاتب فکر کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنا

۴ جولائی ۹۶ء کی کانفرنس

کو کامیاب کرنے کے لئے سکھر کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کی ایک خصوصی میٹنگ بلائی گئی میٹنگ میں دیگر امور کے ساتھ ساتھ علماء کرام کی ایک استقبالیہ کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں قائدین کے استقبال اور پریس کانفرنس شامل تھی۔ جمعرات کی صبح ہی سے لوگ خصوصاً اندرون سندھ کے ساتھی کانفرنس میں شرکت کے لئے سکھر پہنچنا شروع ہو گئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ عزیز الرحمن صاحب کانفرنس سے ایک دن قبل ہی تشریف لے آئے بالا خر وہ گھڑی وہ لمحے آن پہنچے کہ سکھر کے عوام اپنے مرکزی قائدین کا دیدار کر سکیں۔ جولائی کی شام مرکزی قائدین کے استقبال کے لئے استقبالیہ کمیٹی کے علماء کرام کی قیادت میں لوگ جوق در جوق روہڑی اسٹیشن اور سکھر ایئر پورٹ پر جمع ہونا شروع ہو گئے شالیمار ایکسپریس کے ذریعے پہنچنے والے قائدین میں جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی امیر و ملی یک جہتی کونسل کے صدر علامہ شاہ احمد نورانی،

جمعیت اہل حدیث کے امیر مولانا معین الدین لکھوی و ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث علامہ ضیاء اللہ شاہ بخاری مجلس عمل کے نائب

صدر علامہ علی غضنفر کراروی مجلس

عمل کے مرکزی جنرل سیکریٹری محمد خان لغاری و دیگر

علماء کرام شامل تھے جنہیں جلوس کی شکل میں سکھر لایا گیا۔ ہوائی جہاز کے ذریعے پہنچنے والے قائدین میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت و عالمی مجلس ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر پیر طریقت حضرت خواجہ خان محمد صاحب، جمعیت علماء اسلام پاکستان (ف) کے مرکزی امیر و امور خارجہ کمیٹی کے چیئرمین حضرت مولانا فضل الرحمان و دیگر علماء کرام شامل تھے۔ تقریباً دو میل لمبا جلوس جب سکھر ایئر پورٹ کی حدود میں داخل ہوا تو سکھر ایئر پورٹ نعرہ تکبیر، ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ آباد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ تقریباً چھ بجے شام مرکزی امیر حضرت خواجہ خان محمد صاحب ایئر پورٹ سے باہر تشریف لائے تو ایک بار پھر فضا نعرہ تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے

گونج اٹھی۔ بعد ازاں مولانا فضل الرحمان پریس کانفرنس کرنے کے بعد باہر تشریف لائے۔ حضرت خواجہ خان محمد سکھر ایئر پورٹ سے سیدھے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے سابق مرکزی رکن شوریٰ حاجی فرزند علی مرحوم کے صاحبزادے شیخ محمد سعید صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف لائے۔ مولانا فضل الرحمان ہزاروں عوام کے جلوس کے جلو میں سرکٹ ہاؤس پہنچے راستے میں چوک گھنٹہ گھر سکھر پر خطاب بھی کیا۔ بعد نماز عشاء حاجی فرزند علی مرحوم کے صاحبزادے شیخ محمد سعید کی طرف سے مرکزی قائدین کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں تمام مرکزی قائدین نے عشائیہ میں شرکت کی اور پریس کانفرنس بھی کی۔ بعد نماز مغرب کانفرنس کا آغاز ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین حضرات اور مقامی علماء کرام کا روح پرور خطاب جاری رہا۔ تقریباً دس بجے رات جب خواجہ خان محمد صاحب کی قیادت میں مرکزی قائدین اسٹیڈیم کی حدود میں داخل ہوئے تو اسٹیج سیکریٹری کے فرائض شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور جمعیت علماء اسلام سندھ کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے انجام دیے۔ جمعیت علماء اہل حدیث کے امیر مولانا معین الدین کہا کہ ہر کلمہ گو چاہے وہ کسی طبقے سے تعلق رکھتا ہو ختم نبوت کی خاطر تمام تر فروعی اختلافات پس پشت ڈال کر میدان عمل میں نکل پڑتا ہے اور آخری دم تک تن من دھن کی قربانی دیتا ہے۔ جمعیت اہل حدیث کے ناظم اعلیٰ مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری نے اپنے خطاب سے مجمع کے اندر ایک نئی روح پھونک دی۔ انہوں نے اپنے خطیبانہ انداز میں کہا کہ آج وقت کا اہم تقاضا ہے کہ ہم سب ختم نبوت کے دشمنوں کے لئے انگلیاں نہیں مکا بن جائیں ذرے نہیں چٹان بن جائیں۔ فتنوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں۔ سکھر کی معروف شخصیت مفتی محمد حسین

نذری کے پیغام اتحاد کے بعد مجلس عمل کے نائب صدر علامہ علی غضنفر کراروی کا خطاب ہوا۔ انہوں نے کہا کہ آج کے دن ہم عہد کریں کہ دینی معاملات کو افہام و تفہیم سے طے کریں گے۔ وہ مسئلہ چاہے ناموس رسالت ہو یا ناموس صحابہ یا ناموس اہل بیت کا ہو ہمیں ہر سطح پر اتحاد کا مظاہرہ کرنا چاہئے ان کے بعد علامہ شاہ احمد نورانی صاحب نے اپنے خطاب میں بھٹو دور کے حوالے سے کہا کہ اس دور میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت نے اسمبلی کے اندر اور باہر پوری قوم کو یکجا کیا اتحاد کی برکت سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا گیا اور قانونی طور پر مسئلہ ہمیشہ کے حل ہو گیا۔ کانفرنس سے مولانا فضل الرحمان نے کہا کہ اسمبلی کے اندر جب بھی کسی مذہبی مسئلہ پر کوئی بات ہوئی تو ہم نے اسمبلی کے فورم پر حق کی آواز کو بلند کیا ہے۔ مدارس کے بارے میں حکومت نے منفی اقدام کرنا چاہا تو ہم نے اس کا راستہ روکا' ناموس رسالت آرڈیننس کا بھرپور انداز سے دفاع کیا' اب عورت کیلئے سزائے موت کے مسئلہ پر بھی حکومت سے یہ بات منوالی ہے کہ عورت کی سزائے عمر قید کو واپس لے کر سزائے موت کو برقرار رکھا جائے اس کے علاوہ جب بھی اسمبلی کے اندر یا باہر خصوصاً" ختم نبوت کے موضوع پر کوئی مسئلہ درپیش آیا ہم نے حق کی آواز بلند کی ہے۔ تقریباً" تین بجے حضرت خواجہ خان محمد نے دعائے خیر کرائی اور اس طرح یہ عظیم الشان کانفرنس سوا تین بجے اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس کے اختتام سے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے سیکریٹری جنرل مولانا قاری خلیل احمد خطیب مرکزی جامع مسجد سکھر نے قائدین اور عوام کا شکریہ ادا کیا۔ اس کانفرنس کے انتظامات اور تمام ذمہ داری مبلغ ختم نبوت سکھر مولانا بشیر احمد صاحب کے کاندھوں پر تھی۔ مولانا بشیر احمد اور آغا سید محمد امیر ختم نبوت سکھر و مولانا قاری خلیل احمد صاحب مولانا محمد رفیق خزانچی ختم نبوت سکھر کی دن رات کی محنت کا نتیجہ ہے کہ جولائی کی شدید گرمی کے اندر اتنی عظیم الشان کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔ دیگر معاونین حضرات میں مشرف محمود قادری مفتی محمد عارف سعیدی' مولوی عبداللہ' اسد اللہ صاحب بھٹو' ایڈووکیٹ محمد ظفر سعیدی حافظ محمد رمضان حافظ محمد بلال نے خوب محنت کی۔ اسٹیج کا نظام حرکت الانصار کے ساتھی حافظ عبید الرحمان اطہر و جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کے سپرد تھا۔

حضرت امیر مرکزیہ عالمی مجلس کا حافظ محمد ممتاز علی کے پسماندگان سے اظہار تعزیت

ملتان ---------- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت خواجہ خان محمد صاحب نے ممتاز علی کے بھائیوں اور پسماندگان سے حافظ صاحب کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کیا۔ حضرت امیر مرکزیہ نے کہا مرحوم کی وفات پر بھکر کے دینی اور سماجی حلقوں کو جو نقصان پہنچا ہے اس کا خلاء تا دیر پورا نہ ہو سکے گا۔ مرحوم کے پسماندگان سے تعزیت کے لئے آنے والے مندرجہ ذیل رفقاء نے بھی ہمدردی کا اظہار کیا۔ ان میں مولانا محمد عبداللہ' مولانا غلام فرید' مولانا محمد یوسف' حافظ سرفراز' مولانا محمد صدیق' مولانا اللہ داد' مفتی حفیظ اللہ شامل تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے رہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی نے بھی مرحوم کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کے لئے بلندی درجات کی دعا کی۔

لاہور میں یوم مطالبات منایا گیا

لاہور (نمائندہ خصوصی) کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر آج ملک بھر میں منائے جانے والے "یوم مطالبات" کے سلسلے میں لاہور کی سینکڑوں مساجد میں علماء کرام نے مجلس عمل کے مطالبات پر روشنی ڈالی۔ جمعیت علماء اسلام کے سرپرست مولانا محمد اجمل خان' انجمن خدام الدین کے امیر میاں محمد اجمل قادری' تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد' جمعیت علماء پاکستان کے راہنماؤں قاری عبدالحمید قادری' سردار محمد خاں لغاری' جمعیت علماء اسلام (ف) کے حافظ رشید احمد' قاری نذیر احمد' مولانا محب النبی' حافظ ریاض احمد درانی' مولانا سیف الدین سیف' مولانا محمد امجد خاں' قاری جمیل الرحمان اختر' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا ظفر اللہ شفیق' حافظ عبدالخالق' قاری محمد زبیر' جامعہ حنفیہ لبرٹی گلبرگ کے مولانا سعید الرحمان احمد' محمد ممتاز اعوان' جمعیت اشاعت التوحید کے قاضی محمد یونس انور نے جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ

- تحفظ ناموس رسالت' امتناع قادیانیت آرڈیننس کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا جائے۔
- امریکہ سمیت تمام یورپی ممالک' پاکستان کے مذہبی معاملات میں مداخلت بند کریں۔
- اقلیتوں سے متعلق دوہرے ووٹ اور مخلوط انتخابات کی تجویز واپس لی جائے۔
- یورپین ممالک کے غلط پروپیگنڈے کے مقابلہ میں حکومت معذرت خواہانہ رویہ ترک کرے۔
- اسلام بھٹی قادیانی کو جسٹس کے عہدہ سے الگ کیا جائے۔
- آئین پاکستان پر مکمل درآمد کے ساتھ قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

میرپور آزاد کشمیر میں ختم نبوت کانفرنس

میرپور (آزاد کشمیر ----------) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ اسلامیہ سیکٹر ون اربی میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کے مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ جبکہ کانفرنس سے مولانا مفتی اولیاء خان' مولانا اورنگ زیب اعوان' مولانا نذیر

فاروقی اسلام آباد اور عباس نقوی نے خطاب کیا۔ مفتی اویس خاں نے سردار عبدالقیوم خان وزیراعظم آزاد کشمیر کی قادیانیوں کے بارے میں نرم پالیسی پر شدید تنقید کی اور پاکستان کی طرز پر آزاد کشمیر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کرنے کا مطالبہ کیا۔ تحریک جعفریہ کے سید عباس نقوی نے میرپور ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا خیر مقدم کرتے ہوئے تحریک جعفریہ کی طرف سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ محمد اورنگ زیب اعوان نے آزاد کشمیر میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں اور لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر پر شدید تنقید کی اور حکومت سے قادیانیوں کی خلاف اسلام، خلاف آئین سرگرمیوں پر پابندی کا مطالبہ کیا۔ اسلام آباد کے خطیب مولانا محمد نذیر فاروقی نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت واضح کی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اسلامیان پاکستان و آزاد کشمیر کی خدمات کو سراہا۔ نیز عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے مجلس کی خدمات کی تحسین کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت، انگریز کی چاپلوسی بلکہ جاسوسی، قادیانیوں کی پاکستان اور عالم اسلام کے خلاف معاندانہ سرگرمیوں اور ان کے مقابلہ میں علماء کرام اور اسلامیان پاکستان کی تحریک ختم نبوت میں شاندار خدمات پر روشنی ڈالی، پھر سے مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے احیا، تنظیم مطالبات پر سیر حاصل بحث کی۔ اور آزاد کشمیر میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کی طرز کے قانون کے وعدے کے نفاذ کے ساتھ امیدواروں کو ووٹ دینے کی استدعا کی، قراردادوں کی تائید کی، اور کانفرنس کے داعی حضرت مولانا مفتی محمد یونس کو خراج تحسین پیش کیا۔ کانفرنس مغرب سے شروع ہو کر ساڑھے نو بجے رات کو اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں میرپور کے علماء کرام اور عوام نے دینی جوش و جذبہ سے شرکت کی۔

قادیانیت کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔ مولانا مفتی نظام الدین شامزئی

پوری دنیا میں قادیانی فتنے کا تعاقب جاری رہے گا (مولانا مفتی محمد جمیل خان)

قادیانیت شریعت محمدیؐ سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ مولانا نذیر احمد تونسوی

کراچی (رپورٹ ابو مریم) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام جامع مسجد مدنی پیر کالونی ۲۔ جامع مسجد سی پی۔ برار کالونی ۳۔ مدرسہ دارالعلوم کورنگی۔ جامع مسجد صدیق اکبر گارڈن۔ ۵۔ دہلی مرکنٹائل ۶۔ جامع مسجد عائشہ باوانی۔ ۷۔ جامع مسجد صفا شریف آباد۔ ۸۔ جامع مسجد عثمانی سعید آباد۔ ۹۔ مدرسہ دارالعلوم صفہ۔ ۱۰۔ کوکن سوسائٹی۔ ۱۱۔ جامع مسجد باب الرحمت۔ ۱۲۔ جامع مسجد جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن۔ ۱۳۔ جامع مسجد ماڈل کالونی ۱۴۔ جامع مسجد شمیم دہلی کالونی میں مختلف اجتماعات سے مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا مفتی محمد جمیل خان، مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی اور محمد انور رانا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے پوری امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس عقیدہ پر اتفاق و اتحاد ہے اور قیامت تک یہ اتفاق و اتحاد قائم رہے گا۔ کیوں کہ ملت اسلامیہ کی وحدت کا راز ہی اس عقیدہ میں پوشیدہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ انگریز سامراج نے برصغیر میں جب قدم رکھا تو اس نے اپنے قدم مضبوط اور اپنے اقتدار کو طول دینے کی خاطر بہت ساری سازشیں کیں، ان میں سے انگریز کی ایک خطرناک سازش یہ تھی کہ ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی غرض سے اس نے اپنے ایک زر خرید غلام مرزا غلام احمد نامی شخص سے نبوت و رسالت کا دعویٰ کرا کے اہل اسلام کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا۔ اور مرزا قادیانی نے انگریزی سرکار کے اشارہ پر مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کرنے کی غرض سے حرمت جہاد کا فتویٰ دیا اور ساری زندگی انگریز کی خوشامد اور ٹوڈی پن میں گزار دی۔ انہوں نے کہا کہ اس فتنہ کے خلاف روز اول سے ہمارے اکابرین نے بھرپور کام کیا جس کے نتیجہ میں قانونی شکل میں یہ مسئلہ حل ہوا۔ اور آج پوری دنیا میں مرزائیت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کل قادیانیت مسلمانوں کی نئی نسل پر بڑی تیزی سے کفریہ عقائد کے ہتھیاروں سے حملہ آور ہو رہی ہے۔ کیونکہ ڈش انٹینا اور دیگر ذرائع ابلاغ نے مسلمانوں کی نوجوان نسل کو دین اسلام سے بہت دور کر دیا ہے اور قادیانی ان ذرائع کو استعمال کر کے سادہ لوح نوجوانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش میں مصروف ہیں۔ ان حالات میں قادیانیت کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ بن جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں پوری دنیا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے فتنہ مرزائیت کا تعاقب جاری ہے اور جاری رکھا جائے گا۔ کیونکہ قادیانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے خلاف ایک بہت بڑی سازش اور آپ کی شریعت سے کھلی بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ اور ختم نبوت کے پروانے کسی بھی صورت حال میں اس بغاوت کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف!
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک و خیال بلند و ذوق لطیف!

بقیہ: صبر و شکر

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کو برداشت کرتا ہے، کوئی شکوہ شکایت نہیں کرتا تو حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے انعامات کے دروازے کھول دیتے ہیں اور اس کو اپنی عنایات الطاف کا مورد بنادیتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ شکر اور صبر یہ ایمان کے دو بازو ہیں۔ جن پر ایمان پرواز کرتا ہے۔ اب دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہمیں اپنے شکر گذار بندوں میں سے بنائیں، ہم کمزور ہیں، حق تعالیٰ شانہ ہمیں عافیت کی نعمت عطا فرمائیں۔ اور تمام تکالیف اور مصائب و پریشانیوں سے ہماری حفاظت فرمائیں، اور جب کوئی تکلیف پیش آئے تو حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس پر صبرو رضا کی توفیق نصیب فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی سازشیں

کراچی ۹ (پ ر) امیر جماعت غربا اہلحدیث مولانا عبدالرحمن سلفی نے کہا ہے کہ پاکستان کو درپیش اندرونی و بیرونی سازشوں میں فتنہ قادیانیت سرفہرست ہے اس لئے حکومت، دینی تنظیموں، علماء کرام و سیاستدانوں کو چاہئے کہ وہ ملک میں اس گروہ کی ریشہ دوانیوں سے ہوشیار رہیں انہوں نے کہا کہ کراچی میں ایک عرصہ سے بے گناہوں کا خون بہایا جارہا ہے

آج ان پر جو قیامتیں ڈھائی جارہی ہیں، وہ کل ہمارے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔

بقیہ: موجودہ کشمکش

دراصل سرمایہ کو چھوڑ کر ذلیل سرمایہ داروں کے ایجنٹ بن گئے تم نے بھی تاجرانہ ذہنیت اپنالی اور بیوپاری بن گئے تمہاری حیثیت بیوپاری اور ملازم کی نہیں تھی، تم یہاں داعی کی حیثیت سے آئے تھے تم نے داعیانہ حیثیت اور اپنے آنے کا مقصد کھودیا، تم دعوت و محبت کے پیام کے ساتھ جیتے تو عزت سے جیتے اور کامیاب و بامراد جیتے رہتے، تمہاری فلاح اسی میں ہے کہ اب تم اپنی کھوئی ہوئی حیثیت اختیار کرو، دنیا کی فلاح اس میں ہے کہ وہ پیغمبروں کے پیام کی قدر کرے، سیاسی پارٹیاں اور مختلف جماعتیں، قیادت کی جنگ اور غلبہ و اقتدار کی کشمکش چھوڑ کر زندگی کے اس بگڑے ہوئے نقشہ کو بنانے کی کوشش کریں اور اپنے اور اپنے متعلقین اور دوستوں کے بجائے ساری انسانیت کی فکر کریں کہ اس کے سدھار کے بغیر کسی کو چین اور امن حاصل نہیں ہوسکتا۔

جاہل عابد اور فاسق قاری

"آخری زمانہ میں بے علم عبادت گزار اور بے عمل قاری ہوں گے"۔

(کنزالعمال)

بقیہ: یہ مسلمان ہیں...

دے رہے ہیں، مغربی ٹی وی چینل ۲۴ گھنٹے ہیجان سے بھرپور عریاں ناچ گانے نشر کرتے ہیں۔ مغرب کے گماشتے، مغرب کی خدا فراموش و اخلاق سوز معاشرت پاکستان میں درآمد کرنے کے لئے بے چین ہیں اور اسی کی ترجمانی کرتے ہوئے فراز صاحب کو کہنا پڑا کہ "جس طرح مرد کو دوستی کرنے کا حق ہے عورت کو بھی حاصل ہونا چاہئے ہم انسان ہیں، ہماری خواہشات ہیں، ہمیں کم از کم محدود خوشیاں حاصل کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔"

فراز صاحب اپنے لئے، اپنے خاندان کے لئے اور اپنے ہم نواؤں کے لئے جس طرح کی آزادی چاہتے ہیں وہ پاکستان جیسے ملک میں تو ممکن نہیں ایسے "بامیت" افراد کی پناہ گاہ یورپ کا وہ حیوانی معاشرہ ہے، جہاں انسانیت، جنس کے مسئلہ میں کتوں اور بلیوں کی سطح سے بھی نیچے گرچکی ہے۔ جو شخص اخلاقی لحاظ سے اس سطح پر اتر چکا ہو کہ اپنی بیوی کو یہ حق دیتا ہو کہ وہ اپنے ہونے والے شوہر دوستی رکھ سکتی ہے۔ محدود خوشیاں حاصل کرسکتی ہے اور اس کے جنسی طور پر فٹ ہونے کا اطمینان کرسکتی ہے۔ اس سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ پاکستان کے عوام کی فلاح، اخلاقی معیار یا اعلیٰ قدروں کے فروغ کے لئے کوئی کام انجام دے گا؟ اس طرح کا فکری انتشار پیدا کرنے والے مغرب کے آلہ کاروں اور ایجنٹوں کا صحیح علاج وہی ہے جو خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اختیار فرمایا تھا۔ افسوس کہ آج ارتدادی فتنے تو موجود ہیں مگر سیدنا صدیق اکبرؓ کا کردار ادا کرنے والا کوئی مرد مومن موجود نہیں۔ ردۃ ولا ابابکر لہا کاش اس دور کے راجپالوں کے لئے کوئی غازی علم الدین اٹھتا اور اللہ جل مجدہ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے والے شاتمین کو یہ باور کراتا کہ دلی ہے آگ بجھی کی بھی تو نہیں

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان

صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس

اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی

فون نمبر: ۷۴۳۵۸۰۳

ترک جہاد کا وبال

محترم ظہیر بابر ملک

آج دنیا میں چاروں طرف سے طاغوتی قوتیں مسلمانوں کے خون سے اپنی شیطانی پیاس بجھا رہی ہیں اور آج اس دنیا میں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جارہا ہے اور انہیں دنیا سے مٹا دینے کی شیطانی کوششیں کی جارہی ہیں۔

اس وقت دنیا میں یہودیوں سے مسلمان زیادہ، عیسائیوں سے مسلمان زیادہ، ہندوؤں سے مسلمان زیادہ، مگر اس کے باوجود مسلمان چاروں طرف سے ان لادینی قوتوں سے پٹ رہا ہے۔ ایک طرف یہود ہیں جو عربوں کے سینوں پر مونگ دل رہے ہیں۔ بوسنیا میں سرب درندے مسلمانوں کی نسل کشی اور عظیم سربیا کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اہل یورپ اور اقوام متحدہ سربیا کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں اور تمام تر پابندیاں بوسنیا پر لگادی گئی ہیں۔ دوسری طرف کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم وستم اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے کئی لاکھ بھارتی درندے موجود ہیں جو مسلمانوں کے خون سے سرزمین کشمیر کو سرخ کر رہے ہیں مگر بقول شاعر

جہاں جہاں بھی شہیدوں کا خوں گرا ہوگا
وہیں وہیں سے ہزاروں گلاب پھوٹیں گے

وسط ایشیا کی نوخیز مسلم ریاستوں میں کمیونسٹوں نے مسلمانوں پر ظلم وستم کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ برما میں بدھسٹوں نے مسلمانوں کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔ غرض دنیا میں جہاں کہیں مسلمان آباد ہیں وہاں ان پر زمین تنگ کی جارہی ہے۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کو جزیہ دے کر جینے والے یہ کفار اتنے دلیر کیسے ہوگئے کہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس کا جواب صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم نے ایک اہم فریضہ جہاد کو چھوڑ دیا ہے۔ اس اہم فریضہ کے بارے میں اللہ پاک نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے۔

ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"تم پر قتال (جہاد) فرض کیا گیا ہے۔ گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو ممکن ہے تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہی تمہارے لیے بھلی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو حالانکہ وہ تمہارے لیے بری ہو حقیقی علم اللہ کو ہے اور تم محض بے خبر ہو۔" (سورہ البقرہ----216)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کو حکم دیا:

"اے نبی ﷺ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔ (سورۂ انفال----65)

مگر آج مسلمان ان کافروں پر ہتھیار تو کیا زبان کھولتے ہوئے بھی ڈرتا ہے کہ کہیں امریکہ انہیں دہشت گرد قرار نہ دے دے۔ اس سلسلے میں خدا کا فرمان ہے۔

"خدا کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈریں یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔" (سورۃ المائدہ-----54)

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ طواف کے دوران خانہ کعبہ کو مخاطب کرکے فرمایا تھا "کتنا پاکیزہ ہے تو اور کیسی خوشگوار تیری فضا ہے اور کتنا محترم ہے تیرا مقام مگر اس رب کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے ایک مسلمان کی جان اور مال کا احترام اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے۔

آج روزانہ کتنی ہی مسلمان جانوں کو ختم اور ان کے املاک کو ہڑپ کرلیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ کتنے ہی کعبوں کو روزانہ شہید کیا جارہا ہے مگر ہم ہیں کہ خواب غفلت میں ہیں۔ ہمارے اوپر کافروں نے اپنی ثقافت کا ایسا سحر پھونکا ہے کہ ہماری غیرت ایمانی مرچکی ہے۔ آج جو کیفیت مسلمانوں پر ہے اس پر حق تعالیٰ شانہ ہم سے سوال کر رہا ہے:

"اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ خدا کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کمزور سمجھ کر دبالیے گئے ہیں جو دعائیں کیا کرتے ہیں۔ اے پروردگار ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی اور مددگار بنا۔" (سورۃ النساء-----75)

اور اللہ نے یہ بھی بتادیا کہ:

"تو مومنو! اگر تم یہ کام (جہاد) نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہوجائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔" (سورۃ انفال----73)

آج ہم اتنے بے حس ہوگئے ہیں کہ ہمیں ان احکامات الٰہی کی کوئی پرواہ نہیں۔ ہمارے سامنے کتنے خدا کے مقدس گھر شہید کردیے جاتے ہیں۔ کتنی ہی مسلمان عورتوں کی عصمتیں تار تار کردی جاتی ہیں مگر ہم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ خدا بزرگ و برتر نے صاف صاف قرآن میں فرمادیا ہے:

"کہہ دو اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو پسند کرتے ہو خدا اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں لڑنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا عذاب بھیجے اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (سورۃ التوبہ----24)

آج ہم پر جو حالات چل رہے ہیں اور جو فتنہ فساد مچا ہوا ہے وہ درحقیقت عذاب الٰہی ہے۔ جب ہم نے اللہ کی راہ میں لڑنا چھوڑ دیا تو اللہ نے ہم پر اپنا عذاب نازل کیا اور ہمارے اوپر ذلت ڈال دی۔

حدیث شریف میں رسول خدا ﷺ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اگر جہاد کو ترک کردو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت و رسوائی کو مسلط فرمادیں گے یہاں تک کہ تم دوبارہ اس فریضے کو ادا کرنا شروع کردو۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک ہم نے جہاد کیا ہم غالب تھے اور اسلام کا شجر صحت مند ہو رہا تھا مگر جب سے ہم نے جہاد ترک کیا ہم مغلوب ہوگئے، ہمارا اسلام بھی مغلوب ہوگیا۔

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کی ۶ نئی مطبوعات

مکمل سیٹ منگوانے پر
خصوصی رعایت

تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۷۴ء جلد سوم

۶۰۰ صفحات

تالیف : مولانا اللہ وسایا صاحب

○ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء آغازِ تحریک سے تا ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء اختتام تحریک لمحہ بہ لمحہ کی مکمل تحقیقی رپورٹ ○ سانحہ ربوہ کی وجہ سے ملک گیر تحریک کی ہر شہر و قصبہ سے رپورٹیں ○ اہم شخصیات کے انٹرویوز ○ اخبارات و جرائد کی تمام خبریں، اداریئے، رپورٹیں ○ تاریخی اشتہارات، نظمیں ○ کتاب کا مکمل اشاریہ

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ چار رنگا سرورق مجلد قیمت -/۲۰۰

قومی تاریخی دستاویز (اُردو)

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

مرزا ناصر و صدرالدین ۔ قادیانی ولاہوری دونوں گروہوں کے مرزائی سربراہوں پر ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں ۱۳ دن جرح ہوئی جس کی مکمل تفصیلات (سوالاً وجواباً) اسمیں شامل ہیں اس تحریر کو پڑھنے سے آپ کو محسوس ہوگا کہ براہِ راست قومی اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ، مجلد چار رنگا ٹائیٹل لیمنیشن، صفحات ۳۰۰ سے زائد قیمت -/۱۵۰ روپے

قادیانی عقائد کا انسائیکلوپیڈیا

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن

از :- پروفیسر محمد الیاس برنی ۔ ایم۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی

کمپیوٹر کتابت پہلی بار ۔ نئے حوالہ جات ۔ اغلاط سے مبرا، سفید کاغذ بہترین طباعت، مضبوط وعمدہ جلد ۔ چار رنگا ٹائیٹل ۔ ایک تاریخی علمی دستاویز جس میں قادیانی تحریک کے عقائد و عزائم، مکمل تاریخ، قادیانیوں مذہبی و سیاسی قلابازیوں کی مکمل تفصیلات جس نے قادیانی تحریک کے چہرہ سے پردہ چاک کر دیا ۔ صفحات ۱۱۶۴

قیمت -/۳۰۰ روپے

مرزا قادیانی کی مستند سوانح حیات

رئیسِ قادیان

مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری ؒ کے قلم سے

پہلی بار کمپیوٹر کتابت سے آراستہ و پیراستہ ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور مرزاجی کی پیدائش سے وفات تک اچھوتی و عمدہ تاریخی حقائق پر مشتمل مکمل سوانح ۔ مرزاجی کے قول و عمل سے مزین علمی و تاریخی دستاویز ۔ عمدہ کاغذ بہترین طباعت، مضبوط جلد ۔ چار رنگا ٹائیٹل، صفحات ۶۷۶

قیمت -/۱۵۰ روپے

احتسابِ قادیانیت

ازقلم : مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اختر

حضرت مناظرِ اسلام کے ردِ قادیانیت پر تمام رسائل کا مجموعہ

جدید حوالہ جات کا اضافہ ۔ نئی کمپیوٹر کتابت بہترین کاغذ ۔ عمدہ طباعت، مضبوط جلد ۔ رنگین ٹائیٹل ۔

صفحات ۳۰۰ قیمت -/۱۰۰ روپے

کاغذ و طباعت مثالی ۔ بہترین کمپیوٹر کتابت

تحفۂ قادیانیّت (جلد دوم)

تالیف

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مضبوط جلد ۔ چار رنگا ٹائیٹل، صفحات ۴۰۰ سے زائد، قیمت -/۱۵۰

یہ جلد حضرت مصنف مدظلہ کے ۹ مقالات کا مجموعہ ہے ۔ تاریخی، مذہبی، سیاسی مباحث پر مشتمل عمدہ علمی دستاویز ہے ۔ درج ذیل عنوانات پر مقالات ہیں :

○ دارالعلوم دیوبند اور مسئلہ ختم نبوت ○ مسئلہ ختم نبوت اور مولانا نانوتوی ؒ ○ معرکۂ قادیان ولاہور ○ ظلی نبوت کا تارِ عنکبوت ○ پیامِ اقبال اور فتنۂ قادیانیت ○ مرزا طاہر کے جرمنی کے چیلنج کا جواب ○ ربوہ سے تل ابیب تک ○ ربوہ سے تل ابیب تک کے جواب کا جواب الجواب ○ مرزا قادیانی کے وجوہ ارتداد (سپریم کورٹ جنوبی افریقہ میں تحریری بیان ــــــ فتنۂ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے بہترین کتاب ۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

● مکمل سیٹ پر چالیس فیصد رعایت
● وی پی نہ ہوگی ● پوری رقم کا پیشگی آنا ضروری ہے